بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب مستطاب

فضائل امیر المومنین

حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام

جسمیں آیات قرآنی اور احادیث نبوی کے ساتھ بے شمار علمائے اہل سنت کی کتابوں کے حوالوں سے فضائل جناب امیر علیہ السلام کو ثابت کیا گیا ہے

مولفہ

حضرت مولانا و مقتدانا شمس الواعظین ادیب اعظم سید ظفر حسن صاحب قبلہ مدظلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فضائل امیر المومنین

حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام

قصیدہ

از سید ندیم الحسن صاحب برق امروہوی

بوقت مشکل زباں کے اوپر علی علی ہے علی علی ہے
علی کے ابھرے ہوئے فضائل دبی زباں سے کسی کی مدحت
چھپی ہے پچی کہیں محبت دبی رہی ہے کہیں عداوت
کوئی ہے بے عطر خالی خالی کسی کی خوشبو سے شان علی
جو دل کا کمزور ہو وہ بھاگے قدم اٹھائے نہ اپنا آگے
احد ہو خیبر ہو یا کہ خندق حنین و صفین یا جمل ہو
کہاں ہے یہ ظرف کوئی لائے کہاں یہ تعلیم کوئی پائے
یہ کتنی ہے انما کی آیت کہ یکساں دونوں کی ہے اطاعت
علی کو کوئی خدا ہے کہتا کسی نے سمجھا ہے ان کو بندہ

جو صاحب قول لوکشف ہیں تو آئی یہ سر خدا علی ہے
سمجھتے ہیں سب سمجھنے والے خفی خفی ہے جلی جلی ہے
یہ کھل کے رہتا ہے وقت نصرت عدو عدو ہے ولی ولی ہے
علی کا غیروں سے کیا مقابل تلی تلی ہے کھلی کھلی ہے
مرگ کے میدان سے کیوں وہ جائے جو مرد خدا [illegible] ہے
کسی کے روکے سے پھر رکی ہے علی کی تلوار جب چلی ہے
نہاں جو اوروں سے سر حق ہے علی کے دل پر وہ منجلی ہے
نبی ولی جس طرح ہے سب کا اسی طرح سے علی ولی ہے
نہیں ہیں یکساں یہ دونو باتیں بری بری ہے بھلی بھلی ہے

قصیدہ

(از حضرت محسن اعظم گڈھی صاحب (صدر الافاضل)

سمندر بداماں گلاب آرہا ہے
چھلکتا ہوا آفتاب آرہا ہے

خبردار اے کفر کے پاسبانو
وہ ایماں بدوش انقلاب آرہا ہے

بناتا ہوا غیر ممکن کو ممکن
زمیں پر بھی اک آفتاب آرہا ہے

بلایا گیا کوئی کعبے کے اندر
کسی کو نفی میں جواب آرہا ہے

علی ہیں وہ آغوش بنت اسد میں
کہ ہنستا ہوا ماہتاب آرہا ہے

جہاں دیکھتا ہوں جدھر دیکھتا ہوں
نظر جلوۂ بوتراب آرہا ہے

رسالت کے ہاتھوں کو مضبوط کرتا
وہ نفس رسالت مآب آرہا ہے

کوئی طور سے جا کے محروم پلٹا
کوئی عرش سے کامیاب آرہا ہے

بھلا کیا ضرورت معلم کی اسکو
جو پڑھتا ہوا خود کتاب آرہا ہے

مجھے دیکھکر حشر والے کہیں گے
ہٹو خادم بوتراب آرہا ہے

گناہوں کو کبتک چھپاؤ گے محسن
سنا ہے کہ روز حساب آرہا ہے

قصیدہ در مدح امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام

از جناب مولوی سید شبیہ الحسن صاحب سلمہ حضرت ادیب اعظم مد ظلہ

آئی بہار باغ کا منظر بدل گیا
دو دن میں رنگ روئے گل تر بدل گیا

ہر آبجو میں موج اٹھی سلسبیل کی
چشمہ سے گویا چشمۂ کوثر بدل گیا

کیسی جنوں نواز شمیم چمن بنی
جس سر میں عقل و ہوش تھا وہ سر بدل گیا

آئی بہار وشت نوردی کے دن پھرے
طرز حیات اے دل مضطر بدل گیا

شبنم نے اپنے قطروں کے موتی بنا دیئے
اس فصل گل میں معدن گوہر بدل گیا

ہر خار خاب مخمل دیدہ فروز ہے
گلشن میں کار سوزن و نشتر بدل گیا

کچھ لعل شب چراغ سے ضو میں نہیں ہے کم
شب بھر میں حال لالہ احمر بدل گیا

جس سمت دیکھو باغ میں مخمل کا فرش ہے
سبزہ کے ہاتھوں پھولوں کا بستر بدل گیا

ہر جام گل میں بادۂ شبنم ہے موج زا
آئی نئی شراب تو ساغر بدل گیا

سارا چمن ہے آتش گل سے بھرا ہوا
خنکی کے ساتھ آگ کا پیکر بدل گیا

اظہار سوز و ساز کی صورت ہے مختلف
طرز نوائے بلبل مضطر بدل گیا

آنے سے فصل گل کے عروس بہار کی
صورت کچھ اور ہوگئی پیکر بدل گیا

کیا سحر ہے کہ مردۂ صد سالہ جی اٹھے
گلشن میں وقت عرصہ محشر بدل گیا

افسوں وہ دم گئے ہیں نسیم بہار نے
غنچہ سے کانٹا ہیرے سے پتھر بدل گیا

سبزہ ہے آبجو ہے گھٹا ہے بہار ہے
رنگ زمانہ آج سراسر بدل گیا

ساقی نا ہوش مے گلگوں پلا مجھے
چرخ الم نواز کا چکر بدل گیا

یہ فصل کیف زا کی فسوں سازیاں تو دیکھ
تیرا مزاج میرا مقدر بدل گیا

اب تو یہ آرزو ہے کہ دو چار خم پیوں
ذوق حصول پیالہ و ساغر بدل گیا

کیا جوش بھر دیا دل آشفتہ کام میں
رنگ اس پری کا شیشہ میں آکر بدل گیا

ہم رند بادہ خوار ہیں زاہد نہ چھیڑ یہ
دل میرا پہلا جام ہی پیکر بدل گیا

وہ میکدہ تھا اور جہاں طعنہ زن تھا تو
ساقی مرا بدل گیا وہ گھر بدل گیا

حب علی شراب ہے کعبہ ہے میکدہ
ساقی سے اب تو ساقی کوثر بدل گیا

دیوار کعبہ جسکے لئے ہوگئی تھی شق
بیت خدا میں جسکے لئے در بدل گیا

مولود کعبہ شیر سے مادر کے کیوں پلے
اسکی غذا لعاب پیمبر بدل گیا

اللہ رے زور مہد میں حیدر کے ہاتھ سے
دو ٹکڑے ہو کے کلۂ اژدر بدل گیا

مضرب سے پلٹا حیدر صفدر کے واسطے
رفتار اپنی خسرو خاور بدل گیا

دست خدا نے ہاتھ پہ اس طرح لے لیا
گویا سپر سے قلعہ خیبر بدل گیا

خندق میں دو جہاں کی عبادت سے بڑھ کے کچھ
اک کار ضرب حیدر صفدر بدل گیا

ہجرت کی رات کون نبی کا تھا جانشین
بستر وہی تھا صاحب بستر بدل گیا

ہرگز ہوئے نہ ہو نگے نبی و علی جدا
تھی روح ایک نام کو پیکر بدل گیا

بعد نبی علی نے لیا کام صبر سے
مقصد وہی تھا تیغ کا جوہر بدل گیا

جاتا ہے کس طرف در حیدر کو چھوڑ کر
کیسی نجات پھر جو یہ رہبر بدل گیا

دنیا و دین دونو خسارے میں آ گئے
جسکی طرف سے حیدر صفدر بدل گیا

اکسیر کیا ہے خاک در مرتضیٰ علی
نسخہ حدود دین میں آ کر بدل گیا

جب لے کے ذوالفقار علی ولی بڑھے
رنگ جہاد خندق و خیبر بدل گیا

شیر خدا کے سامنے جاتے رہے حواس
دعوئے فتح مرحب و عنتر بدل گیا

منبر پہ کوئی بیٹھ کے مولا کہا کرے
کیا قدر ہو غدیر کا منبر بدل گیا

نادانی ہے جو قول سلونی کوئی کہے
وہ بات ہو چکی وہ سخنور بدل گیا

جس کو شرف غلامی حیدر کا مل گیا
اس مرد نیک اختر کا مقدر بدل گیا

سردار دو جہاں کی غلامی ملی اُسے
مولا بنا مقدر قنبر بدل گیا

اعجاز حیدری کو دکھانے کے واسطے
اکثر نظام عالم اکبر بدل گیا

سائل بنا جو باب جناب امیر پر
چمکا ستارا بخت گداگر بدل گیا

جانا اگر نہ چھوڑ کے باب امام دین
پھر کیا ملے گا تجھ کو اگر در بدل گیا

قصیدہ
در مدح امیر المومنین علیہ السلام
از سید قسیم الحسن صاحب اڈیٹر "نور"

کہاں تک بیکسوں پر یہ ستم اے چرخ زنگاری
لبوں پر جان لایا کھینچ کر طرز ستمگاری

ہمارا سینہ ناوک بیداد اک ٹوٹتے ہوئے دل پر
ستمگر تا بہ کے جور و ستم کی گرم بازاری

نہ تاب ضبط ہے دل میں نہ رخصت آہ کرنے کی
ہجوم رنج و حرماں سے ہوگئی ہے زندگی بھاری

بت کافر ادا کی کج ادائی رنگ لائی ہے
دنوں کو بادیہ پیمائی شب کو گریہ و زاری

بدلی جاتی ہے گردش دوراں کی سرعت ہے
کسی کروٹ نہ پل جل کر رہی ہوگی تبہ کاری

رگ جاں کے لیے نشتر تغافل کیشیاں ان کی
ہزاروں خار کے بستر پہ ہے پہلوے آزاری

ہر اک لحظہ دل حسرت زدہ پر سو جفائیں ہیں
وفا کیشان الفت سے یہ غداری یہ مکاری

مریض ہجر کو طول شب فرقت نے مارا ہے
کھٹکتی ہے خار کی سینہ میں اک اک سانس ہے بھاری

تسلی دل کو ہوتی ہے فقط ان کے تصور سے
وگرنہ کب کا مر جاتا تپ فرقت کا آزاری

مریض عشق کو اے چارہ ساز کیا دوا دو گے
رہین منت درماں نہیں ہوتی یہ بیماری

ترے در پر جبیں سائی کا موقع کاش مل جاتا
سمجھتے ہم اسی کو حاصل نخل وفاداری

مجھے ڈر ہے کہیں شہرت کشش عالم نہ ہو جائے
میری شان وفاداری تری طرز جفاکاری

قسم ہے بے خرد کیوں ان بتوں سے دل لگایا ہے
پریشاں حال رکھے گی تجھے ان کی ستمگاری

اٹھا بستر در جاناں سے چل سوئے نجف جلدی
وہاں گھیرے رہے گی تجھکو ہر دم رحمت باری

نجف میں ہے امیر المومنین کا روضۂ انور
جہاں دامن سے دُھل جاتے ہیں سب داغ ریاکاری

امیر المومنین یعنی علیِ عالیِ اعلیٰ
جسے بخشی ہے حق نے دین اور دُنیا کی سرداری

امیر یثرب و بطحا شہ دُنیا و ما فیہا
خدیو کشور ایماں امیر ملک دینداری

سخاوت میں شجاعت میں عدالت اور حکمت میں
ہوا پیدا نہ ثانی اس کا زیر چرخ زنگاری

لیا جب نام حیدر کا تو مشکل ہو گئی آساں
ہوئی اس دم سے لاکھوں بیکسوں کی کاربراری

علی کے نور سے روشن ہے سارا عالم امکاں
اسی در کا تو اک ذرہ ہے مہر چرخ زنگاری

علی کے دوست کو دونوں جہاں میں کامیابی ہے
جو دشمن ہے علی کا اسکو حاصل ہے زیاں کاری

وہ حکمت جو بنی گنجینۂ اسرار ربانی
شجاعت وہ کہ کفر و شرک پر ہیبت ہوئی طاری

شب ہجرت نبی کے فرش پر آرام سے سوئے
علی کی اک ادنیٰ سی یہ تھی شان وفاداری

محمد اور علی دونوں کی خلقت نور واحد سے
ازل میں تھی تہ عرش بریں جسکی ضیا باری

حدیث سید کونین سے یہ صاف ظاہر ہے
علی کا دوست نوری اور عدو ہے بے حیا ناری

علی عابد علی زاہد علی عالم علی حاکم
علی مولا علی اولیٰ بہ نص خالق باری

کوئی نہ سمجھے تو کیا سمجھے بھلا اسکے تقرب کو
خدا و مصطفیٰ نے جسکی کی ہو ناز برداری

عبادت دو جہاں کی ایک پلہ میں اگر رکھو
تو ایک ضربت علی کی دوسرے پلہ میں ہو بھاری

قسیمؔ بے نوا بن جائے فخر قیصر و کسریٰ
میسر گر ترے در کی ہو کفش برداری

قصیدہ

۱۱۰ از جناب سید شمیم الحسن صاحب ایم اے ایل ایل بی ۰۱۱

گلشن میں ساز چھڑ گئے صوت ہزار کے
کیا کیا الاپتی ہے ترانے بہار کے

سج سج کے آ رہی ہیں عروسان بوستاں
کیا چوچلے ہیں آمد فصل بہار کے

بلبل گلوں پہ سرو پہ قمری نثار ہے
دن پھر خدا نے پھیرے ہر اک شاخسار کے

انجمن دلوں کی دور پریشانیاں گئیں
سنبل چمن میں آئی ہے زلفیں سنوار کے

آئینہ دار حسن بنا ہے ہر ایک برگ
شبنم نے ستھرا کر دیا شاخیں نکھار کے

لالہ کی چارہ سازی ہے شبنم کے ہاتھ میں
دھبے دھلا رہی ہے دل داغدار کے

بادخزاں کو صحن چمن سے نکال دو
کہتا ہے ہر نقیب چمن یہ پکار کے

منہ چومتی ہیں شاہد گل کا جو بلبلیں
نرگس اشارے کرتی ہے کیا آنکھ مار کے

ہر شاخ گل نے طوق سے کلیوں کے صبحدم
پھولوں کے ہار پہنے ہیں صدقہ اتار کے

گردن میں ہار ہاتھ میں شبنم کی آرسی
دیکھے کوئی سنگھار عروس بہار کے

بے حد ہے سیم غنچہ زر گل ہے بے شمار
ہر سمت لٹ رہے ہیں خزانے بہار کے

گلشن میں گلعذاروں کی صحبت نصیب ہے
دن پھر گئے بہار کے صدقہ میں خار کے

عطار کی دکاں بنا صحن بوستاں
نافے پہ نافے کھل گئے مشک بہار کے

ہیں سبز و سرخ خلعتیں زیب بدن کئے
پوشاک زرد پھینک دی سب نے اتار کے

لیے میں ساقیا مئے گلفام دے مجھے
بے کیف کیوں گزاریئے یہ دن بہار کے

یوم ولادت شہ عقدہ کشا ہے آج
ارماں پورے کر دے دل بیقرار کے

چھک کر پلا دے ساقی کوثر کا واسطہ
کاٹے تڑپ تڑپ کے ہیں دن انتظار کے

وہ مئے دلائے آل نبی جس کا نام ہے
پی جاؤں جسکو صحن حرم میں پکار کے

بہکوں اگر تو نکلے دہاں سے علی علی
سو جان سے صدقے نام شہ نامدار کے

شیر خدا امیر عرب شاہ لافتا
بھاگا کبھی نہ جنگ سے آیا نہ ہار کے

لوہا جہاں نے مان لیا جسکی تیغ کا
افسانے ہر زباں پہ ہیں اس ذوالفقار کے

وہ عمرو جسکے زور و شجاعت کی دھاک تھی
آیا یہی جوان اسے خندق میں مار کے

جس در آبدار کا کعبہ صدف بنا
ہے مثل کون اس کا یہ پوچھو پکار کے

سلماں ہوں کہ بوذر و مقداد پاک دیں
ادنیٰ غلام ہیں شہ عالی تبار کے

روضہ پہ اپنے شاہ بلا لو شمیم کو
سہتا ہے یاں ستم فلک سفلہ کار کے

مختصر حالات — فضائل امیر المومنین علیہ السلام

حضرت علی علیہ السلام ۳۰ عام الفیل میں جبکہ آنحضرت کی عمر ۳۰ سال کی تھی ۱۳ ماہ رجب کو جمعہ کے دن میں خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے صاحب فصول المہمہ اور مسعودی وغیرہ نے لکھا ہے کہ یہ شرف ابتدائے آفرینش سے سوائے علی کے کسی کو حاصل نہیں ہوا۔ فقیہ حسین کاکی نے اپنی کتاب راحۃ ذی الصلاۃ فی محبۃ الصحابہ میں جناب فاطمہ بنت اسد مادر حضرت علی سے روایت کی ہے کہ جب علی پیدا ہوئے تو میں نے انکو ایک کپڑے میں لپیٹا۔ ابوطالب کہنے لگے جب تک آنحضرت تشریف نہ لائیں اسکو نہ کھولنا وہ آکر خود اپنے حق کو لے لینگے اتنے میں آنحضرت تشریف لائے اور اس کپڑے کو کھولا۔ اور حضرت علی کو اس میں سے نکالا۔ غسل دیا اور علی نام رکھا اور اپنی زبان ان کے منہ میں دیکر چبانے لگے یہانتک کہ چوستے چوستے سو گئے دوسرے دن دایہ بلائی گئی حضرت علی نے اسکی پستان کو منہ میں نہ لیا۔ جب آنحضرت کو خبر ہوئی تو پھر اپنی زبان چبائی اسی طرح کئی روز برابر اپنی زبان چسواتے رہے

(سیرۃ الحلبیہ جلد ا ص ۲۹۴)

اظہار اسلام

حضرت علی نے کبھی کسی بت کے سامنے سجدہ نہیں کیا آپ کی پرورش آغوش رسول میں ہوئی جب آنحضرت مبعوث ہوئے اسوقت حضرت علی کی عمر دس برس کی تھی۔ طبرانی، دیلمی اور محب طبری نے نقل کیا ہے کہ پیر کی صبح کو حضرت مبعوث ہوئے اسی دن شام کو جناب خدیجہ نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی دوسرے دن منگل کو علی نے نماز پڑھی۔ آپ نے سات سال چند ماہ حضرت کے ساتھ پوشیدہ نماز پڑھی قبل اسکے کہ کوئی اور حضرت کے ساتھ پڑھتا

گذر اوقات اور طرز زندگی

حضرت علی کا بچپن آنحضرت کی کفالت میں گزرا ہجرت کے بعد جب مدینہ آئے تو محنت مزدوری سے جو کچھ کماتے اسی سے گزارا کرتے۔ ازالۃ الخفا میں شاہ ولی اللہ نے لکھا ہے کہ حضرت علی فرماتے ہیں مجھے مدینہ میں سخت بھوک لگی تو مزدوری کی تلاش میں نکلا دیکھا ایک عورت کو گارا بنانے کے لئے پانی کی ضرورت ہے۔ اس سے ایک ڈول پر ایک کھجور اجرت ٹھہری میں نے سولہ ڈول نکالے کہ ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے۔ اس عورت سے سولہ کھجوریں لیکر آنحضرت کے پاس آیا اور ماجرا بیان کیا۔ حضرت نے وہ کھجوریں میرے ساتھ تناول فرمائیں یوم بعثت سے یوم وفات رسول تک اس نفس رسول کے حالات زندگی آنحضرت کے ساتھ ایسے ملے جلے ہیں کہ حضرت کے سوانح حیات سے انکو جدا نہیں کیا جا سکتا۔ ہر موقع پر آپ رسول کے ساتھ رہے۔ ہجرت کے وقت فرش رسول پر سوئے۔ مدینہ آئے تو جتنے غزوات رسول سے ہوئے ان سب میں آپ نے نمایاں فتح حاصل کی آپ ہی علمدار لشکر رہے۔

صاحب حبیب السیر لکھتے ہیں کہ خلفائے ثلثہ کے عہد خلافت میں حضرت علی امور دنیوی سے بالکل دست بردار رہے اور اپنے تمام وقت کو درجات آخروی حاصل کرنے میں صرف کرتے رہے۔ جب بڑے سخت معاملات پیش آئے تو کمال مکارم اخلاق سے ان لوگوں کو صلاح و نصیحت و مشورہ سے مدد فرماتے اور نیک راہ دکھاتے۔ جب

حضرت عثمان کے قتل ہونے کے بعد لوگوں کے مجبور کرنے سے خلافت قبول کی تو وہ دن بروایتے نوروز کا تھا۔

حضرت علی کو اپنے ایام خلافت میں تین قسم کے لوگوں سے مقابلہ کا اتفاق ہوا یعنی ناکثین، قاسطین اور مارقین۔ ناکثین سے مراد طلحہ و زبیر اور انکے علاوہ دوسرے لوگ ہیں جنہوں نے حضرت کی بیعت توڑ دی تھی اور ان سے لڑائی ہوئی جو جنگ جمل کے نام سے مشہور ہے قاسطین سے مراد ہے معاویہ اور ان کے طرفدار وں سے جو حضرت علی سے لڑے۔ قاسطین سے صفین میں لڑائی ہوئی۔ مارقین سے مراد نہرواں کے خارجی ہیں جن کا سردار عبداللہ بن وہب راسبی تھا اس میں بھی آپ فتحیاب ہوئے۔

سنہ ۴۰ھ میں جمعہ کی صبح کو ۱۹ ر ماہ رمضان کو عبدالرحمٰن بن ملجم لعین نے شمشیر زہر آلود آپ کے سر پر ماری جسکی وجہ سے ۲۱ ر ماہ رمضان کو راہی جنت ہوئے امام حسن علیہ السلام نے نماز پڑھی اور نجف اشرف میں دفن کیا اور حسب وصیت قبر کو زمین دوز بنایا کہ کسی کو معلوم نہو۔ عمر شریف ۶۳ سال تھی زمانہ امامت موافق مذہب شیعہ ۲۹ سال چھ ماہ چند روز زمانہ خلافت ظاہری ۴ سال ۹ ماہ۔

بحالات خلافت ظاہری

مسعودی۔ تاریخ اعثم۔ حبیب السیر میں ہے حضرت عثمان کے قتل کے چوتھے روز آپ سے لوگوں نے بیعت کی۔ مختصر حال اس کا یہ ہے کہ اشراف قبائل مصر و کوفہ و بصرہ و حاضرین معرکہ بدر بلکہ تمام اصحاب رسول حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی اہل اسلام کے واسطے ایک امام ہونا ضروری ہے۔ بہ سبب علو نسب قرابت رسول۔ خلق محمدی اور کمال علم و عقل آپ سے زیادہ کوئی سزاوار خلافت نہیں، ہمکو امید ہے کہ آپ اس کو منظور فرمائیں گے حضرت نے انکار کیا اور فرمایا مجھے امارت کی بہ نسبت وزارت پسند ہے۔ جب لوگوں نے زیادہ تر درد کیا۔ تو حضرت نے منظور فرمایا۔ مگر اس شرط سے کہ میں کسی معاملہ میں حد شرع سے تجاوز نکرونگا۔ اور کسی کی طرفداری مجھ سے نہوگی۔ معاملات کا فیصلہ مشورہ جمہور سے ہوگا لیکن انکی رائے کا پابند نہونگا۔ بیت المال سے ایک درہم اپنے لئے نہ لونگا تم میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ دونگا لوگوں کے درمیان بموجب کتاب خدا و احادیث رسول احکام جاری کروں گا (روضتہ الاحباب) سب سے پہلے طلحہ نے بیعت کی ان کا ہاتھ ٹنڈا تھا حضرت نے فرمایا انا للّٰہ وانا الیہ راجعون اول جس شخص نے بیعت کی وہ ٹنڈا ہے یہ امر بیعت تمام ہوتا نظر نہیں آتا۔ مسعودی لکھتا ہے کہ حضرت عثمان کے جو مخصوص لوگ تھے انھوں نے بیعت نہ کی۔ مثلاً سعد بن ابی وقاص۔ عبداللہ بن عمر۔ قدامہ بن مظعون۔ وہبان بن صیفی، عبداللہ بن سلام، مغیرہ بن شعبہ۔ انصار میں سے کعب بن مالک۔ حسان بن ثابت۔ ابو سعید خدری۔ محمد بن سلمہ نضالہ بن عبید۔ کعب بن عجرہ مسلمہ بن خالد اور بنی امیہ میں سے کسی نے بھی بیعت نکی۔ صاحب روضتہ الاحباب لکھتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام نے اس خیال سے کہ کوئی فتنہ برپا نہو ان حضرات سے کوئی تعرض نکیا۔

پہلا خطبہ

صاحب روضتہ الاحباب اور ابن کثیر کے موافق حضرت نے خلیفہ ہوتے ہی سب سے پہلے یہ خطبہ پڑھا بعد حمد و صلوٰۃ فرمایا اللہ نے ایک کتاب راہ دکھانے والی نازل کی اس میں نیکی اور بدی کو بیان کیا پس نیکی کو قبول کرو اور بدی کو چھوڑ دو۔ فرائض سب سے اہم ہیں انکو خدا کے لئے ادا کرو تاکہ وہ تم کو جنت میں پہنچائے۔ اللہ تعالےٰ نے تمام حرام چیزوں کو صاف بیان کر دیا ہے اور مسلمانوں کی عزت کو سب پر ترجیح دی ہے۔ انکے حقوق کو اخلاص اور توحید سے مستحکم کیا ہے۔ پس مسلمان وہ ہے۔ جسکے ہاتھ اور زبان سے مسلمان سلامت رہیں مسلمان کی خونریزی سوائے حکم شرعی کے جائز نہیں۔ امور عامہ میں سبقت کرو۔ تم میں سے ہر ایک کو موت لازم ہے لوگ تمہارے

آگے ہیں اور قیامت پیچھے انھوں نے تم سے جلدی کی پس تم سبکدوش ہو جاؤ تاکہ ان سے مل سکو کیونکہ وہ اپنے پچھلے لوگوں کے منتظر ہیں۔ اے بندگان خدا خدا کے شہروں اور بندوں کے حقوق میں خدا سے ڈرتے رہو کیونکہ تم سے انکی بابت بلکہ مسکونہ مکانات اور چوپاؤں کی بابت بھی باز پرس ہوگی خدا کا حکم مانو اور نافرمانی نہ کرو جب نیک کام دیکھو تو اسکو قبول کرو اور جب برائی دیکھو تو چھوڑ دو اور وہ وقت یاد کرو جب تم کم اور کمزور تھے۔

تقسیم بیت المال

بیعت کے دوسرے دن حکم دیا کہ بیت المال کا دروازہ کھولدو اور آپ نے اس کا کل مال مسلمانوں پر تقسیم کر دیا یہانتک کہ جو ہتھیار اور صدقے کے اونٹ حضرت عثمان نے بیت المال کے لئے ضبط کر لئے تھے وہ مال انکے وارثوں پر تقسیم کر دیا۔ بروایت مسعودی حضرت علی نے حضرت عثمان کے تمام املاک اور بیت المال مسلمانوں پر حصہ رسد تقسیم کر دئے اور کسی کو حق سے زیادہ نہ دیا۔

گورنروں کی معزولی

خلیفہ ہونے کے بعد جو کام سب سے پہلے حضرت نے کیا وہ حضرت عثمان کے گورنروں کو معزول کرنا تھا عبد اللہ بن عباس وغیرہ نے کہا یہ امر خلاف مصلحت ہے جو زبیر کا کوئی اعتبار نہیں خاصکر معاویہ جو طالب جاہ و حکومت ہے اپنی معزولی کی خبر پاکر آپکا دشمن ہو جائیگا اور شام و عراق کے لوگ بگڑ کر قتل عثمان کی تہمت آپ پر لگانے لگیں گے ذرا اپنی خلافت کو جم جانے دیجئے حضرت نے فرمایا مصلحت دنیوی تو وہی ہے جو تم کہتے ہو مگر میری نظر مصلحت دین پر ہے اور رعایت دنیا اگر بغیر رعایت دین کی جائے تو نہ دین رہتا ہے نہ دنیا۔ میں جانتا ہوں کہ ان گورنروں کی بدنظمی رشوت خواری اور ظلم بندی حد کو پہنچ گئی ہے۔ میں امت رسول پر برے لوگوں کو حکمران نہیں دیکھ سکتا بندگان خدا کو ان کے ظلم سے نجات دلانی چاہیئے (روضتہ الاحباب۔ حبیب السیر۔ طبری) پس محرم سنہ ۳۶ھ میں آپنے بلاد اسلامی میں حسب ذیل گورنر اپنی طرف سے مقرر کر کے روانہ کئے (المرتضیٰ۔ حبیب السیر۔ روضتہ الاحباب)

(۱) یمن میں عبید اللہ بن عباس (۲) بحرین میں سعید بن عباس (۳) تہامہ میں سماحہ بن عباس (۴) یمامہ میں عون بن عباس (۵) مکہ میں قثم بن عباس (۶) مصر میں قیس بن سعد بن عبادہ (۷) کوفہ میں عمارہ بن شہاب (۸) بصرہ میں عثمان بن حنیف۔

حضرت کے زمانہ خلافت میں بغاوت

جب دنیا پرستوں اور ہوس رانوں نے یہ دیکھا کہ حضرت علی کی خلافت کے زمانہ میں ہماری دال نہیں گلنے کی تو ہر طرف بغاوت کی خاک اڑانی شروع کر دی اور حضرت علی کی ذات گرامی پر طرح طرح کے الزامات قائم کر کے پبلک کو آپ کے خلاف ابھارنا شروع کیا اور باغی گروہ نے حضرت کے گورنروں اور حکام کو جا بجا پریشان کرنا شروع کیا۔ حضرت عائشہ کی سرکردگی میں طلحہ و زبیر نے سب سے پہلے آپ سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا بصرہ میں بے انتہا فوج جمع کی۔ جب حضرت علی کو پتہ چلا تو آپ ان سے مقابلہ کے لئے روانہ ہوئے۔ سخت معرکہ پڑا۔ آخر اصحاب جمل کو شکست فاش نصیب ہوئی طلحہ و زبیر مارے گئے اور جناب عائشہ جس اونٹ پر بیٹھی کمان کر رہی تھیں اس اونٹ کے پیر کاٹ ڈالے گئے ان کی عماری زمین پر آرہی۔ حضرت علی نے بہ حیثیت زوجہ رسول ان کا احترام مدنظر رکھا اور نہایت عزت کے ساتھ ان کو مدینہ منورہ پہنچا دیا۔ اس کے بعد دوسری جنگ حضرت علی اور معاویہ کے درمیان صفین کے میدان میں ہوئی۔ امیر معاویہ چاہتے تھے کہ بنی امیہ سے حکومت نکلے ہی نہیں۔ وہ بڑے لمبے لمبے خواب دیکھ رہے تھے۔ حضرت عثمان کے قتل اور حضرت علی کے خلیفہ ہونے میں ان کو اپنا مستقبل

علی کی خلافت میں ایسے لوگوں کی گذر کہاں تھی. جب ماتحت بن کر رہنے کی صورت نظر نہ آئی تو اپنے کو آزاد حکمران بنانے کی سوجھی. حضرت عثمان کے قتل کا الزام لگا کر اسلامی ممالک میں خوب خوب حضرت علی کے خلاف پروپیگنڈہ کیا اور صفین کے میدان میں جا ڈٹے. امیرالمومنین بھی اپنی فوج لیکر پہنچے. گو شام کی فوج زیادہ تھی مگر علی جیسے بہادر سے مقابلہ آسان نہ تھا. چند ہی روز بعد شامیوں کو دن میں تارے نظر آنے لگے. جب شکست کی صورت بہت قریب سے نظر آنے لگی تو اپنے آخری ہتھیار چالبازی کو کام میں لائے قرآن نیزوں پر بلند کر کے طالب اماں ہوئے. امیرالمومنین ان سب مکاریوں کو جانتے تھے مگر نہروان کے کچھ خوارج جو حضرت کے لشکر میں تھے اور معاویہ سے ساز باز کر چکے تھے. اس بات پر زور دینے لگے کہ جنگ بند کر دینی چاہیئے. مجبوراً آئی ہوئی فتح کو پلٹانا پڑا اور حضرت نے جنگ بند کرنے کا حکم دیدیا. ورنہ چند گھنٹہ بعد نہ امیر معاویہ دُنیا میں نظر آتے نہ انکے ہواخواہ. طے ہوا کہ حکمین مقرر کر کے اس کا فیصلہ کیا جائے کہ علی علیہ السلام خلیفہ ہوں یا معاویہ ابوموسیٰ اشعری اور عمرو عاص حکم مقرر ہوئے. ابوموسیٰ ساز باز کر گئے اور فیصلہ حضرت علی کے خلاف ہوا. صفین کے بعد حضرت علی علیہ السلام کو نہروان کے خارجیوں سے لڑنا پڑا خود ہی تو انھوں نے حکمین کے فیصلہ پر زور دیا تھا اور جب حضرت نے منظور فرمالیا تو خود ہی یہ کہکر حضرت کے مخالف ہوگئے کہ حکم تو اللہ کا ہے آپ کیسے امام ہیں کہ اللہ کے سوا دوسروں کے فیصلہ پر راضی ہوگئے بہرحال امیرالمومنین نے لشکر کشی کر کے اس گروہ کی بغاوت کو ہمیں قتل کیا.

معاملات مصر ابن خلدون نے لکھا ہے کہ محاصرہ عثمان کے وقت محمد بن حذیفہ نے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو مصر سے نکالدیا تھا اور عبداللہ فلسطین میں ٹھہرا ہوا تھا کہ حضرت علی خلیفہ ہوگئے. پس وہ معاویہ کے پاس چلا گیا. قبل اس کے کہ حضرت علی کی طرف سے صفر ۳۶ھ میں قیس بن سعد بن عبادہ مصر کا گورنر ہو کر مصر میں پہنچتا معاویہ نے عمرو عاص کو ایک گروہ کے ساتھ مصر کی طرف روانہ کیا وہ لوگ مکر و حیلہ سے حذیفہ کو پکڑ لائے اور اس نے یہ چال کی کہ عریش میں آکر محمد بن ابی حذیفہ کو لکھ بھیجا کہ میں معاویہ کی بیعت سے پشیمان ہوں علی سے بیعت کرنی چاہتا ہوں اگر آپ ذرا عریش میں تشریف لے آئیں تو علی کی بیعت آپ سے کرلوں محمد آئے اور عمرو عاص نے چالاکی سے محمد کو گرفتار کر کے معاویہ کے پاس بھیجدیا معاویہ نے محمد بن ابی حذیفہ کو قید کر دیا. مگر جس زمانہ میں جناب امیر نے صفین پر چڑھائی کی ہے محمد اپنی چچازاد بہن کی کوشش سے جو معاویہ کی بی بی تھی قید سے خلاصی پاکر بھاگ نکلے. معاویہ نے تلاش کرائی عبداللہ بن عمر خثعمی نے محمد کو ایک غار میں پاکر مار ڈالا اور دمشق واپس آیا صفر ۳۶ھ میں قیس بن سعد مصر کا گورنر ہو کر آیا. یہ شخص عقلائے عرب اور زہاد زمانہ سے تھا. اسنے مصر میں پہنچ کر علی مرتضیٰ کا فرمان ان لوگوں سے طلب بیعت اور حصول اطاعت اور اپنی امارت کے متعلق سنایا. لوگوں نے بیعت کی اور مصر اسکی حکومت میں آگیا اور اسی نے اپنی طرف سے ناظم مقرر کر کے دیہات کو روانہ کیا. جن لوگوں نے اطاعت نہ کی تھی وہ مقام خرنبا کو چلے گئے جو اسکندریہ کے قریب ہے. یہ لوگ حضرت عثمان کے پیرو تھے انھوں نے کہا ہم خراج دیتے رہیں گے بشرطیکہ ہمیں بیعت پر مجبور نہ کیا جائے. قیس نے اس خیال سے کہ یہ لوگ صاحب قوت ہیں کہیں معاویہ سے نہ ملجائیں. ان سے تعرض کرنا مناسب نہ سمجھا اور امن و اطمینان سے مصر پر حکومت کرنے لگا.

امیر معاویہ نے قیس پر بہت کچھ ڈورے ڈالے اور عراقین کی حکومت دینے کے وعدے کئے. مگر قیس نے ایک نہ مانی اور وہ سخت جوابات دئیے کہ معاویہ کو مایوسی ہوگئی اور ناچار ہو کر یہ مشہور کر دیا. کہ قیس کے خطوط میرے پاس آتے ہیں. حضرت علی کے پاس بھی یہ خبریں پہنچ رہی تھیں. مگر آپ کو چونکہ قیس کے کمال ایمان پر بھروسہ تھا اسلئے

یقین نہ آیا۔ عبداللہ بن جعفر نے جو محمد بن ابی بکر کے مادری بھائی تھے اور محمد بن ابی بکر کو مصر کا گورنر کرانا چاہتے تھے حضرت علی سے کہا قیس نے اہل خربنا کے ساتھ جو مراعات روا رکھی ہیں وہ اسکی دلیل ہیں کہ وہ معاویہ سے ملے ہوئے ہیں لہٰذا اسے حکم دیجئے کہ وہ اہل خربنا سے بیعت لے۔ حکم پہنچا۔ قیس نے التوا کیا اور اپنی مصلحت جناب امیر پر ظاہر نہ کی۔ عبداللہ بن جعفر نے قیس کی معزولی پر زور دیا ناچار حضرت نے قیس کو معزول کر کے محمد بن ابی بکر کو مصر کا گورنر بنا دیا قیس ملول ہوکر مدینہ چلے آئے حسان بن ثابت نے جو حضرت علی کی طرف سے دل میں کینہ رکھتے تھے قیس کو بہت کچھ بہکایا مگر وہ دیندار اسکی باتوں میں نہ آئے۔ اور حضرت علی سے انکی عقیدت میں کوئی فرق نہ آیا اور جب صفین کی جنگ چھڑی تو قیس حضرت کے ساتھ تھے۔

عمرو عاص کی مصر پر چڑھائی

محمد بن ابی بکر نے مصر کی گورنری کا چارج لیتے ہی اہل خربنا پر بیعت کرنے کے لئے زور دیا وہ ٹالتے رہے۔ یہاں تک کہ صفین کی جنگ چھڑ گئی۔ پہلے تو وہ محمد سے ڈرتے تھے لیکن جب معاملہ حکمین کے سپرد ہوا تو دلیر ہو گئے اور مقابلہ پر آمادہ ہوئے معاویہ بن حدیج حضرت علی کا سب سے بڑا مخالف تھا سب اسکے پاس جمع ہو گئے۔ محمد نے انکے مقابلہ کو فوج بھیجی مگر کامیابی نہ ہوئی اور مصر میں شورش عام پیدا ہوگئی۔ فیصلہ حکمین کے بعد معاویہ نے مصر پر قبضہ کرنا چاہا اور حضرت علی کو خوارج کی طرف مصروف دیکھکر عمرو عاص کو چھ ہزار فوج دیکر مصر کی طرف روانہ کیا محمدؓ نے یہ حالات دیکھکر حضرت علیؑ سے مدد طلب کی آپ نے مالک اشتر کو نصیبین سے بلا کر محمد بن ابی بکر کی مدد کو روانہ کیا اور قیس بن سعد کو اپنے پاس رکھا معاویہ کو جب مالک کی آمد کا حال معلوم ہوا تو سمجھ لیا کہ اب مصر پر قبضہ کرنا دشوار ہے۔ مخفی طور پر عریش کے زمیندار کو لکھا کہ مالک مصر جاتے ہوئے عریش سے ضرور گزرے گا تم اسکی دعوت کر کے چپکے سے زہر دیدینا۔ میں تیرا بیس برس کا خراج معاف کر دوں گا۔ جس روز مالک عریش میں پہنچے روزے سے تھے۔ افطار کے وقت عریش کے زمیندار نے شہد کا شربت پیش کیا۔ جسمیں زہر ملا ہوا تھا۔ مالک اشتر اسکے پیتے ہی شہید ہو گئے۔ معاویہ کو خبر ہوئی تو بہت خوش ہوا اور منبر پر جاکر کہا خدا کا شکر شہد بھی ہوتا ہے۔ شکر ہے کہ اب علی کے دونو ہاتھ کٹ گئے۔ (عمار یاسر صفین میں شہید ہوئے اور مالک اب) حضرت علی کو مالک کی شہادت کا بڑا صدمہ ہوا۔ محمد بن ابی بکر کو لکھ بھیجا کہ میں نے بہترین جرنیل کو تمہاری مدد کے لئے بھیجا تھا۔ مگر وہ راستہ میں ختم کر دیئے گئے اب تم خود ڈٹ کر مقابلہ کرو کوفہ والے میرا حکم نہیں مانتے اور تمہاری مدد کے لئے آمادہ نہیں ہوئے۔

الغرض صفر ۳۸ھ میں محمدؓ نے دشمن کا مقابلہ کیا اور آخر مغلوب ہوکر ایک خرابہ کی طرف بھاگے معاویہ بن حدیج نے ان کو پکڑ کر پیاسا ہی ایک مرے گدھے کے پیٹ میں ٹھونسا اور زندہ جلا دیا۔ اسکے بعد عمرو عاص کی مصر پر حکومت ہوگئی (تاریخ الخمیس۔ مروج الذہب۔ ابن خلدون) جب حضرت علی کو محمد کے مارے جانے کی خبر ملی تو بہت رنجیدہ ہوئے اور بروایت تاریخ الخمیس فرمایا اگرچہ وہ میرا ربیب تھا مگر اسکو بیٹا ہی سمجھتا تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر۔ ابوالفدا۔ روضۃ الصفا اور حبیب السیر میں ہے کہ جب حضرت عائشہ نے اپنے بھائی محمد کے اس طرح مارے جانے کی خبر سنی تو بہت روئیں پیٹیں اور ورد کر لیا کہ ہر نماز کے بعد معاویہ و عمرو عاص کے لئے بددعا کرتی تھیں۔ محمد کے عیال و اطفال کو حضرت عائشہ نے اپنے پاس بلا لیا اور قاسم بن محمد بن ابی بکر نے حضرت عائشہ کے سایہ عاطفت میں پرورش پائی۔

بصرہ کے حالات

۳۸ھ میں محمد بن ابی بکر کے مارے جانے اور مصر پر عمرو عاص کا قبضہ ہونے کے

بعد معاویہ نے عبداللہ بن حضرمی کو بصرہ کی طرف بھیجا اسوقت ابن عباس حضرت علی کے پاس کوفہ گئے ہوئے تھے اور ان کا نائب زیاد بصرہ میں تھا عبداللہ یکایک بصرہ پہنچا اور بہت جلد بیرداں عثمان کو اپنے سے ملالیا۔ زیاد مقابلہ کی تاب نہ لاکر کسی جگہ چھپ گیا اور عبداللہ بصرہ پر قابض ہوگیا۔ جب حضرت علی کو خبر پہنچی تو اعین بن ضبیعہ کو اسکے مقابلہ کے لئے بھیجا اعین بصرہ پہنچا تو زیاد اس سے آملا۔ لڑائی ہونے کو تھی کہ بعض اہل تقوی نے صلح کرادی مگر عبداللہ نے بدعہدی کی اور شب خوں مارکر اعین کو شہید کردیا زیاد پھر کہیں جا چھپا۔ اب حضرت علی نے جاریہ ابن قدامہ کو بھیجا۔ سخت لڑائی ہوئی ابن حضرمی شکست کھاکر کہیں چھپ گیا ابن قدامہ نے پتہ لگاکر جس مکان میں وہ پوشیدہ تھا آگ لگوادی۔ زیاد کا پھر بصرہ پر تسلط ہوگیا۔ اسکے بعد حضرت علی نے عبداللہ بن عباس کو بھی کوفہ سے بصرہ واپس بھیجدیا (حبیب السیر۔ کامل ابن اثیر)

عین التمر کا واقعہ

۳۹ھ میں معاویہ نے نعمان بن بشیر کو ایک ہزار فوج سے عین التمر پر روانہ کیا جہاں جناب امیر کی طرف سے مالک بن کعب ہزار آدمیوں کے ساتھ رہتے تھے۔ اسوقت مالک کے پاس سو آدمی تھے نو سو اسکی اجازت سے کوفہ چلے گئے تھے نعمان کی چڑھائی کی خبر ہوئی تو مالک نے جناب امیر سے مدد مانگی آپ نے اہل کوفہ کو بھیجنا چاہا۔ مگر انہوں نے صاف انکار کردیا اتنے میں مالک اور نعمان میں جنگ چھڑ گئی۔ مالک نے ڈٹ کر مقابلہ کیا آخر شامی بھاگ نکلے۔

ہیت اور انبار کا واقعہ

اسی سال سفیان بن عوف ۶ ہزار شامیوں کے ساتھ روانہ کیا گیا کہ ہیت، انبار اور مداین کی طرف جاکر لوٹ مار مچادے۔ سفیان ہیت میں پہنچا تو کسی کو نہ پایا وہاں سے انبار میں آیا یہاں حضرت علی کی طرف سے کمیل بن زیاد پانچ سو فوج کے ساتھ رہتے تھے۔ مگر اسوقت صرف دو سو ہی فوج تھی۔ کیونکہ زیاد تین سو آدمی لیکر ہیت کی طرف چلے گئے تھے۔ سفیان انبار پہنچا تو کمیل وہاں نہ تھے۔ سفیان نے موقع پاکر حملہ کیا اور لوٹ مار مچادی۔ جب حضرت علی کو یہ حال معلوم ہوا تو کمیل کو سخت سرزنش کی کہ بے اجازت انبار کو کیوں چھوڑا۔

تیمار پر شامیوں کا حملہ

اسی سال معاویہ نے ۱۷ سو فوج عبداللہ بن مسعود فزاری کے ماتحت تیمار کی طرف روانہ کی حضرت علی کو خبر ملی تو مسیب بن نجبہ فزاری کو ۲ ہزار فوج دیکر اسکے مقابلہ کو روانہ کیا۔ تیمار پر مقابلہ ہوا۔ سخت جنگ ہوئی۔ مسیب نے عبداللہ پر حملہ کرکے تین ضربیں لگائیں اور اس سے کہا بھاگ جا کیونکہ وہ اسے قتل کرنا نہیں چاہتے تھے۔ پس عبداللہ اور اسکے ساتھی قلعہ بند ہوگئے۔ باقی شام کی طرف بھاگ گئے۔ عربوں نے تین دن محاصرہ رکھا۔ پھر لکڑیاں دروازہ پر رکھ کر آگ لگادی۔ محصورین نے رحم کی درخواست کی۔ مسیب کو ترس آیا اور آگ بجھوادی اور ان کو زندہ نکل جانے دیا۔ اس پر عبدالرحمن بن شبیب نے کہا تم نے اپنے قبیلہ کا پاس کیا اور حضرت علی سے دغا کی۔

ثعلبیہ اور قطقطانہ پر شامیوں کا حملہ

اسی سال معاویہ نے ضحاک بن قیس کو ۳ ہزار فوج کے ساتھ اسفل واقصہ کی طرف روانہ کیا اور کہا کہ لوگوں کو علی کی اطاعت سے باز رکھو۔ وہ لوٹ مار کرتا ثعلبیہ اور قطقطانہ تک آپہنچا۔ جناب امیر کو خبر ہوئی تو حجر بن عدی کو چار ہزار سوار دیکر مقابلہ کو بھیجا مقام تدمر پر دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ حجر نے بہت جلد دشمن کو مار کر بھگا دیا (ابن اثیر) اسی سال معاویہ خود دجلہ تک آکر واپس چلا گیا۔ کیونکہ حضرت علی یہ خبر سنتے ہی خود موقع پر جا پہنچے تھے۔ معاویہ کا مطلب صرف علی کو پریشان کرنا تھا (علامہ عباسی)

مکہ پر شامیوں کا حملہ

معاویہ نے معاویہ بن یزید بن شجرہ رہاوی کو تین ہزار فوج کے ساتھ مکہ کی

طرف بھیجا حضرت علی کی طرف سے اسوقت مکہ کے حاکم قثم بن عباس تھے۔ جب ان کو اس چڑھائی کی خبر معلوم ہوئی تو اہل مکہ کو شامیوں سے لڑنے پر آمادہ کرنا چاہا مگر وہ تیار نہ ہوئے۔ قثم نے یہ حال دیکھ کر مکہ چھوڑ کر کہیں چلے جانے کا ارادہ کیا مگر ابو سعید خدری نے روکا کہ تمہارے جانے سے اہل مکہ شکستہ دل ہوجائیں گے۔ بہر حال قثم نے جناب امیر کو لکھا حضرت نے ایک لشکر روانہ کیا۔ حج کے موقع پر معاویہ بن یزید نے قثم سے کہا ہیں آپ کو یہ حج نہیں کرنے دوں گا امیر شام نے اس کام کے لئے مجھے بھیجا ہے۔ اہل مکہ بھی اسکے ہم زبان ہو گئے قثم کو اس امارت سے دست بردار ہونا پڑا۔ معاویہ کا مطلب بھی یہی تھا کہ حرمین میں حضرت علی کی امارت مسلم نہ سمجھی جائے۔ حج کے بعد معاویہ بن یزید شام کو واپس گئے اتنے میں حضرت علی کی بھیجی ہوئی فوج مکہ پہنچ گئی۔ جب شامیوں کے واپس جانے کا حال انکو معلوم ہوا تو ان کا تعاقب کیا اور وادی القریٰ کے پاس انکو جالیا۔ اور مختصر سے مقابلہ کے بعد کئی آدمی قید کر کے حضرت علی کے پاس لے آئے۔

اسی سال معاویہ نے جزیرہ اور دومۃ الجندل پر لشکر کشی کی مگر حضرت علی کی فوجوں نے انکو مار کر بھگا دیا۔

حجاز و یمن پر شامیوں کی فوج کشی

سنہ ۴۰ھ کے شروع میں معاویہ نے بُسر بن ارطاۃ کو ۳ ہزار فوج دیکر حجاز کی طرف بھیجا کہ مکہ اور مدینہ کے لوگوں سے بیعت لیکر یمن پر قبضہ کرے اسوقت ابو ایوب انصاری حضرت علی کی طرف سے مدینہ کے حاکم تھے اور قثم بن عباس مکہ کے۔ بُسر مدینہ گیا ابو ایوب اسکے آنے کی خبر سُن کر کوفہ بھاگ گئے۔ بُسر مدینہ میں آیا اور لوگوں کو ڈرا دھمکا کر بیعت لی مکانوں کو مسمار کیا اور ابو ہریرہ کو مدینہ کا گورنر بنا کر مکہ کا رُخ کیا۔ بُسر کی مکہ پر چڑھائی کی خبر سُن کر قثم اور ابو موسیٰ اشعری مکہ سے بھاگ گئے۔ بُسر اہل مکہ سے زبردستی بیعت لیکر یمن پر جا چڑھا۔ یہاں عبید اللہ بن عباس علی کی طرف سے حاکم تھے وہ صنعا سے بھاگ کر حضرت علی کے پاس کوفہ چلے آئے اور عبد اللہ بن عبد المدان حارثی کو یمن میں اپنا نائب چھوڑا۔ بُسر نے یمن پہنچکر عبد اللہ اور اسکے بیٹے مالک کو قتل کر ڈالا اور عبید اللہ بن عباس کے دو صغیر سن بیٹوں کو ذبح کر ڈالا بروایت اعثم کوفی بُسر نے یمن و حجاز وغیرہ میں تیس ہزار بیگناہ مسلمانوں کو محض محبت علی کے جرم میں قتل کیا حضرت علی کو جب بُسر کے ان مظالم کی خبر پہنچی تو جاریہ بن قدامہ اور وہب بن مسعود کو دو دو ہزار سواروں کے ساتھ روانہ کیا جاریہ نے نجران پہنچکر ہوا خواہان بنی امیہ کو قتل کیا اور بُسر اور اسکے ساتھی بھاگ گئے جاریہ نے تعاقب کیا اور مکہ آکر اہل مکہ سے کہا امیر المومنین کی بیعت کرو انھوں نے کہا امیر المومنین تو ہلاک ہو گئے۔ کس کی بیعت کریں کہا جسکی اصحاب علی نے بیعت کی ہے پس اسکے خوف سے لوگوں نے بیعت کر لی پھر جاریہ مدینہ آیا ابو ہریرہ وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ جاریہ نے اہل مدینہ سے امام حسن کی بیعت لی اور ایک دن مدینہ قیام کر کے کوفہ کو واپس گیا (کامل ابن اثیر و طبری)

ملکی حد بندی

اسی سال حضرت علی اور معاویہ سے لمبی چوڑی خط و کتابت ہوئی جس کا ماحصل یہ تھا کہ شام کے حملے عراق پر اور عراق کے حملے شام پر کب تک ہوتے رہیں گے بہتر یہ ہے کہ شام و مصر میں معاویہ اور عراق اور دیگر اسلامی علاقوں میں علی مرتضیٰ کا قبضہ رہے اور کوئی ان میں سے لوٹ مار کے ارادہ سے دوسرے کے ملک میں داخل نہو۔ فریقین نے اس تجویز کو منظور کر لیا (اعثم کوفی۔ ابن اثیر)

فارس کی بغاوت

سنہ ۳۸ھ میں بعد واقعہ تحکیم خریت بن راشد ناجی نے اپنے قبیلہ بنی ناجیہ کے تین سو آدمیوں کے ساتھ یمن کوفہ میں علی مرتضیٰ کی مخالفت کی۔ یہ لوگ بصرہ سے حضرت علی کے ساتھ ہوئے تھے جنگ جمل و صفین میں حضرت کا ساتھ دیا تھا اور ابتک کوفہ میں حضرت کے ساتھ رہتے تھے۔ خریت اب علی سے منحرف ہو گئے اور کہا اے علی واللہ میں تمہارا حکم نہیں مانتا اور تمہارے پیچھے نماز نہیں پڑھتا اور میں کل یہاں سے چلا جاؤں گا علی مرتضیٰ نے فرمایا

بیر اکیا ہے لگا اپنے لئے بُرا کرے گا خدا کی نافرمانی اور عہد شکنی ہوگی. گر اسکی وجہ بتادے کہ ایسا کیوں کرے گا. اس نے کہا آپ نے حکم مقرر کئے اور حق سے ضعف اختیار کیا اور ظالموں پر بھروسہ کیا یہ کہکر اپنے گھر واپس آیا اور اسی رات اپنے رفیقوں کے ساتھ چل دیا اور اہواز کی ایک جانب جا اترا. اس علاقہ کے بہت سے لٹیرے اور غنڈے اسکے پاس جمع ہوگئے اور سہیل بن حنیف کو جو حضرت علی کی طرف سے فارس کا گورنر تھا اہواز سے نکال دیا. حضرت علی نے کوفہ سے معقل بن قیس کو اسکی طرف روانہ کیا اور ہدایت کی کہ جہاں تک ہوسکے. خدا سے ڈرتے رہنا. اہل قبلہ پر ناحق سختی نکرنا. ذمیوں پر ظلم نکرنا اور تکبر کا برتاؤ نکرنا.

معقل اہواز پہنچا اور خریت کی تلاش میں چلا ایک دن کا راستہ طے کیا تھا کہ خالد بن معدان طائی مدد لئے ہوئے آملا اب یہ دونوں ساتھ ہوئے اور خریت کو رامہرمز کی پہاڑی کے پاس جالیا تھوڑی دیر لڑائی ہوئی. خریت کے تین سو ستر آدمی مارے گئے خریت ساحل بحر کی طرف بھاگ گیا اور جا بجا لوگوں کو حضرت علی کے خلاف بھڑکانا شروع کیا. معقل نے پتہ لگاکر اس کا پیچھا کیا. آخر خریت اور اس کے ساتھی مارے گئے. قیدیوں میں جو مسلمان تھے انسے بیعت لی اور چھوڑ دیا. مرتدوں میں سے جسنے اسلام قبول کیا اُسے بھی چھوڑ دیا اور اسکے بال بچے اسکے حوالے کر دیئے. بالبعض زکواۃ سے دو سال کی زکواۃ وصول کرکے اور نصرانیوں کو جنکی تعداد پانچسو تھی اپنے ساتھ لیکر مراجعت کی. راستہ میں مصقلہ شیبانی سے جو اردشیر خرہ کا گورنر تھا ملاقات ہوئی یہ حضرت علی کی طرف سے حاکم تھا عیسائی عورتوں اور بچوں نے گڑگڑا کر مصقلہ سے کہا کہ ہمیں چھوڑ دو مصقلہ نے ان کو ۵ لاکھ درہم میں خرید کیا. معقل نے کہا یہ رقم فوراً امیرالمومنین کے پاس بھجوا دو. اسکے بعد معقل حضرت علی کے پاس آیا اور کل حالات بیان کئے آپ بہت خوش ہوئے.

غرضکہ حضرت علی علیہ السلام کو ایک دن چین سے حکومت کرنا نصیب نہوئی آئے دن کی خانہ جنگیوں نے کسی اور طرف متوجہ ہونے کا موقع ہی نہ دیا یہ صرف حضرت ہی کی ذات تھی کہ ان پریشانیوں کے زمانہ میں آپ نے احکام الٰہی سے ایک سر مو تجاوز نہ کیا. دوسرا ہوتا تو گھبرا کر جائز ناجائز تمام وسائل سے کام لے کر اپنا مطلب نکالنا چاہتا.

بیرونی فتوحات

ارجح المطالب میں مولانا عبید اللہ امرتسری لکھتے ہیں کہ حضرت علی کی خلافت کا بڑا حصہ خانہ جنگیوں میں صرف ہُوا آپ کی خلافت پونے پانچ برس رہی اس فرصت قلیل میں ان خانہ جنگیوں سے آپکو دم بھر مہلت نہ ملی ابھی بیعت کی تکمیل بھی نہوئی تھی کہ واقعہ جمل پیش آگیا ابھی اس واقعہ کا خاتمہ نہوا تھا کہ صفین کا معرکہ شروع ہوگیا علامہ ابن عبدالبر استیعاب میں لکھتے ہیں کہ جناب علی مرتضیٰ چار برس تک معاویہ سے لڑتے رہے ابھی ان معرکوں سے فراغت نہوئی تھی کہ آپ کو خارجیوں سے لڑنا پڑا پس یہ واقعات ایسے تھے کہ جن کے سد راہ ہونے کی وجہ سے نہ آپ ممالک غیر پر فوجکشی کرسکے اور نہ فتح بلاد کی طرف متوجہ ہوسکے اگر صحابہ کا وہی اتفاق جو عہد شیخین میں تھا جناب امیر کی خلافت میں بھی قائم رہتا تو البتہ دونوں زمانوں کی فتوحات کا صحیح موازنہ کیا جاتا (صـ ۲۲۲) ہم کہتے ہیں کہ علی کی فتوحات کا اندازہ عہد رسالت کی فتوحات سے بخوبی ہوسکتا ہے جو صرف علی کے ہاتھوں سے وقوع میں آئی تھیں. ایسی کشمکش کے زمانہ میں جسکو علامہ عباسی نے تپ دق سے تشبیہ دی ہے ان جناب نے اپنی بے نظیر قابلیت سے انتظام ملکی کو قائم رکھا. پھر اسکے ساتھ کچھ بیرونی فتوحات کا سلسلہ بھی باقی رکھا چنانچہ صاحب روضۃ الصفا لکھتے ہیں کہ ہندوستان میں قاسم کی ماتحتی میں ایک معتدبہ فوج روانہ کی گئی جو ۳۸ھ کے اوائل میں سندھ کی فتوحات میں مصروف ہوئے. اس نے سندھ کے چند مقامات پر قبضہ کیا قاسم کے بعد ۳۸ھ کے آخر میں حارث بن مرہ عبدی ایک دوسری فوج کے ساتھ دارالخلافہ سے روانہ کیا گیا. اور اسنے بہت سے مقامات سندھ میں فتح کئے

بہت سے سندھی گرفتار کئے گئے اور کثیر مال غنیمت ہاتھ لگا. جو براہ راست دارالخلافہ کو روانہ کیا گیا. حارث بن مرہ مدت تک ان بلاد پر قابض رہے۔

فارس کے حدود مشرقی میں حریث بن جعفر جعفی ایک لشکر جرار کے ساتھ روانہ کئے گئے انھوں نے خلافت اسلامیہ کے تصرف اور اثر کو ان علاقوں میں مستحکم کر دیا. جو خلافت ثالثہ کے زمانہ میں شامل فتوحات ہو چکے تھے اور ان میں اپنی طرف سے اکثر بڑے اور مستحکم اضافے بھی کئے اور اس طرح فارس کے حدود مشرقی میں اسلامی حدود کا رقبہ پہلے سے زیادہ دور تک بڑھ گیا۔

ربیع بن الخثعم کے ہمراہ دوسری جرار فوج علاقۂ قزوین اور ملک رے کی طرف روانہ ہوئی اور یہ دونو علاقے سلطنت اسلامیہ میں شامل ہوئے. صاحب تاریخ فرشتہ لکھتے ہیں کہ غور کے فرمانروا شنصیب نے جو ترکی النسل تھا حضرت عثمان کے عہد میں جزیہ دینے پر صلح کرلی تھی مگر اسلام قبول نہیں کیا تھا. علی مرتضیٰ نے فرمان بھیجا کہ تم اتنی مدت سے خلافت عثمانیہ کے زیر اثر رہکر تمام آفات سے محفوظ رہے. مگر اسوقت تک تم نے اسلامی محاسن کی طرف کوئی توجہ نہیں کی معلوم ہوتا ہے کہ تم اسلام سے کراہیت کرتے ہو اور مسلمانوں سے برا برتاؤ کرتے ہو لہٰذا دارالخلافہ میں حاضر ہو اور ہمارے اصول و قوانین اور قواعد سے آگاہ ہو جاؤ. خود بھی مسلمان ہو اور اپنی تمام رعایا کو بھی دعوت اسلام دو. شنصیب حاضر ہو کر مسلمان ہوا اور تمام رعایا کے نام فرمان خاص لیکر غور میں گیا اور اسلام کو تمام غور کا ملکی مذہب بنایا۔

قوانین کی کیفیت

حضرت علی کو بغاوتوں کے جاری رہنے سے لیے چوڑے قوانین وضع کرنے کا موقع نہیں ملا. آپ بڑی سختی سے اپنے حکمرانوں کو قانون شریعت پر عمل کرنے کی تاکید فرماتے تھے اور ذرا ذرا سی فروگذاشت کو بھی نظر انداز نہ کرتے تھے فوراً فرمان جاری کر کے آگاہ کرتے تھے. غنیمت اس مال کو کہتے ہیں. جو دشمن کی فوج سے حاصل ہو حضرت رسولخدا کے زمانہ میں اسکی تقسیم کا یہ دستور تھا کہ مقتول کا گھوڑا اور ہتھیار قاتل کو ملتے اور باقی مال جمع ہو کر پانچواں حصہ اس کا بیت المال میں جاتا (اسکو پانچ مدوں میں خرچ کیا جاتا اللہ اور رسول کا ایک حصہ رسول کے قریبی رشتہ داروں کا دوسرا حصہ. باقی تین حصے مسکینوں اور مسافروں کو دیئے جاتے) بقیہ چار حصے فوج میں تقسیم ہوتے. سوار کے دو حصے. پیدل کا ایک حصہ. خلفائے ثلثہ کے عہد میں پہلے دو حصے ساقط ہوئے اور تین حصے آخر تک باقی رہے. حضرت علی نے پھر وہی طریقہ جاری کیا جو عہد رسول میں تھا. جو مال کافروں سے ہاتھ آتا اسکو فے کہتے ہیں اس میں سے مویشی اور اسباب حاضرین لشکر میں بانٹ دیا جاتا اور آراضیات خالصہ سرکار متصور ہو کر ان کا محصول بیت المال میں جمع ہوتا اور پھر عام مسلمانوں پر تقسیم کیا جاتا. حضرت ابوبکر اس آمدنی کو تمام مسلمانوں میں حصہ رسد تقسیم کرتے تھے مگر حضرت عمر نے مسلمانوں کی تفریق مراتب کے لحاظ سے اسکی تقسیم کا قاعدہ مقرر کیا اور سبقت فی الاسلام. شرافت نسب اور فوجی خدمات کو اس تقسیم کی کمی بیشی کا معیار قرار دیا. لیکن حضرت علی نے اپنے عہد خلافت میں وہی طریقہ رکھا جو عہد رسول میں تھا. آپ تقسیم خراج کے متعلق اپنے عاملوں کو ہمیشہ تاکید کیا کرتے تھے کہ ہر کام میں خدا سے ڈرتے رہیں. مسلمانوں کو دکھ نہ دیں. حق مقررہ سے زیادہ نہ لیں. کسی کے ساتھ سختی نہ کریں. تاامکان نرمی سے کام لیں اور جس کا خراج باقی رہ جائے اسکے گرمی و سرما کے لباس بعلت بقایا فروخت نکرائیں اور جن غلاموں اور چارپایوں سے وہ کاروبار کرتے ہیں انکو نہ بکوائیں. وصول مالگذاری کے معلق تازیانہ لگانے کی سخت ممانعت تھی مالگذاری کی جو شرطیں مقرر تھیں ان سے زیادہ ایک پائی لینے کی اجازت نہ تھی آراضیات لگان اس طرح تھا (۱) گنجان مزروعت پر فی جریب (دو بیگہ پختہ) ۱½ درہم (۲) اوسط زراعت پر فی جریب ایک درہم (۳) ناقص پر فی جریب ½ درہم (۴) انگور پر فی جریب ۱۰ درہم (۵) نخلستان پر ۱۰ درہم۔

صدقات و جزیہ صدقہ (زکوٰۃ) اور جزیہ دونوں ایک قسم کے سالانہ ٹیکس ہیں زکوٰۃ مسلمانوں سے مخصوص تھی اور جزیہ ان غیر مسلم لوگوں سے لیا جاتا تھا جو مسلمانوں کی حفاظت و حمایت میں رہتے تھے یہ لوگ ایک مقررہ رقم ادا کرتے تھے۔ عہد جناب امیر میں وہی صورت رہی جو عہد رسول میں تھی۔ زکوٰۃ کی آمدنی فقراء و مساکین۔ عاملان صدقہ۔ مولفۃ القلوب۔ غلاموں کی آزادی۔ قرضوں کی ادائیگی مجاہدین و مسافرین کی مد میں صرف ہوتی تھی۔ اور جزیہ کا روپیہ لشکر کی تیاری۔ سرحد کی حفاظت اور قلعوں کی تعمیر میں صرف ہوتا تھا اور اس طرح غیر مسلموں کو بھی فائدہ پہنچتا تھا۔ حضرت کے زمانہ میں ملک کی آبادی اور مرفہ حالی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ مضافات مدائن کے عامل نے صرف چار شہروں سے ایک کروڑ اسی لاکھ درہم ایک سال میں وصول کئے تھے (المرتضیٰ)

میدان جنگ کے متعلق ہدایتیں علی علیہ السلام کی فوجیں بروز جمل و صفین و نہروان جب مخالفین کے مقابلہ کو نکلتیں تو آپ اپنے اصحاب کو خدا ترسی اور پرہیزگاری کی نصیحت کیا کرتے اور باہمی اتحاد قائم رکھنے کے لئے یہ آیت پڑھ کر سناتے ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ريحكم واصبروا ان الله مع الصابرين (آپس میں جھگڑا نہ کرو ورنہ ہمت ہار جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور تکلیفوں پر صبر کرو بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے)، اور جب لڑائی کا موقع آتا تو یوں ہدایت فرماتے۔ جب تک دشمن جنگ کی ابتدا نہ کرے تم ہرگز ان سے نہ لڑو۔ بھاگنے والے کا تعاقب نہ کرو۔ زخمی کو قتل نہ کرو۔ کسی کی پردہ دری نہ کرو۔ مقتولوں کے ناک کان نہ کاٹو (ابن خلدون)

حضرت علی کی ازواج و اولاد

حضرت فاطمہ آپ کی سب سے پہلی بیوی ہیں جن کی حیات میں آپ نے دوسرا نکاح نہیں کیا۔ باقی ازواج اور انکی اولاد کی تفصیل ذیل میں ہے۔

نام زوجہ	نام اولاد	کیفیت
فاطمہ بنت رسول	حسن	زہر سے شہید ہوئے
〃	حسین	کربلا میں شہید ہوئے
〃	محسن	رسول کی وفات کے بعد ان کا حمل ساقط ہوا [illegible]
〃	زینب کبریٰ	حضرت امام حسین سے چھوٹی تھیں۔ حضرت عبد اللہ بن جعفر شوہر تھے۔
〃	ام کلثوم کبریٰ	بروایت تاریخ خمیس ان کا نکاح پہلے عون بن جعفر سے ہوا پھر محمد بن جعفر سے اور ان دونوں کے انتقال کے بعد عبداللہ بن جعفر سے
ام البنین	عباس جعفر عبداللہ عثمان	کربلا میں شہید ہوئے۔ 〃 〃 〃

زوجہ	نام اولاد	کیفیت
لیلیٰ بنت مسعود دارمیہ	عبید اللہ	اولاد علی میں سب سے پہلے کربلا میں شہید ہوئے
〃	محمد اصغر	کربلا میں شہید ہوئے۔
اسماء بنت عمیس	عون	〃 〃 〃
〃	یحییٰ	بچپن میں انتقال ہوا
صہباء ام حبیب (تغلبیہ)	عمر	کربلا میں شہید ہوئے
〃	رقیہ	زوجہ جعدہ ابن ہبیرہ مخزومی
امامہ بنت ابی العاص	محمد اوسط	مصعب بن زبیر کے ساتھ مختار کی لڑائی میں مارے گئے
خولہ	محمد اکبر	محمد حنفیہ کے نام سے مشہور ہیں حضرت علی کی شہادت کے ۱۰ سال بعد طائف میں وفات پائی
ام سعید بنت عروہ	ام الحسن	
〃	رملہ	زوجہ عبداللہ بن ابی سفیان بن حارث بن عبدالمطلب
〃	ام کلثوم صغریٰ	زوجہ عبداللہ الاصغر بن عقیل بن ابی طالب

ان آیات کا ذکر جنکو علمائے اہل سنت نے حضرت علی علیہ السلام کی شان میں لکھا ہے

(۱) انما یرید اللہ ۔۔۔ احمد، مسلم و ترمذی۔ ابن ابی شیبہ۔ ابن جریر ابن ابی حاتم۔ حاکم اور سیوطی وغیرہ نے حضرت عائشہ سے روایت کی کہ حضرت علی و فاطمہ اور حسن و حسین کو آنحضرت نے ایک چادر میں کیا اور آیت تطہیر پڑھی۔

(۲) آیہ مباہلہ فقل تعالوا ندع ابناءنا و ابناءکم الخ نسائی نے خصائص میں۔ احمد نے مناقب میں۔ مسلم نے صحیح میں ترمذی نے صحیح میں بروقت مباہلہ حضرت علی و فاطمہ اور حسنین کا آنحضرت کے ساتھ نکلنا اور اس آیت کا نزول ان کی شان میں ہونا تسلیم کیا ہے۔

(۳) آیہ مودت قل لا اسئلکم علیہ اجراً (الآیہ) احمد۔ ابن ابی حاتم۔ طبرانی۔ بغوی نے مقاتل۔ کلبی۔ حاکم۔ دیلمی اور طبری سے بروایت عبداللہ بن عباس اس آیت کو حضرت علی و فاطمہ و حسنین کی شان میں تحریر کیا ہے۔

(۴) آیہ وقفوھم انھم مسئولون (والصفت) امام واحدی نے اپنی تفسیر میں۔ دیلمی نے فردوس الاخبار میں ابوسعید اور ابن عباس سے روایت کی ہے کہ اس آیہ کریمہ کی تفسیر یہ ہے کہ روز قیامت ولایت علی کے متعلق سوال ہوگا۔

(۵) انما انت منذر ولکل قوم ھاد (رعد) اے رسول تم منذر ہو اور ہر قوم کے لئے ایک ہادی ہے ثعلبی نے اپنی تفسیر میں اور حافظ ابونعیم نے اپنی کتاب منزل القرآن میں کہ ھاد سے مراد علی بن ابی طالب ہیں۔

(۶) آیہ یوفون بالنذر الخ زمخشری اور واحدی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ یہ آیت حضرت علی و فاطمہ اور حسنین علیہم السلام کی شان میں ہے۔

(۷) من یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا (النساء) تفسیر ابن النجار میں ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا ہر نبی کا ایک رفیق ہے جو اس نبی کی امت میں سب سے پہلے اس پر ایمان لاتا ہے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی۔ آنحضرت نے جناب امیر کو بلوا کر فرمایا۔ کہ تم نے خواہش کی تھی کہ ہم بھی جنت میں آپکی زیارت سے مشرف ہوں۔ پس آیت تمہارے سوال کا جواب ہے اللہ نے تمہیں میرا رفیق بنایا۔ کیونکہ تم پہلے اسلام لائے ہو اور تم صدیق اکبر ہو۔

(۸) والذی جاء بالصدق وصدق بہ اولئک ھم المتقون (زمر) وہ شخص کہ سچ کے ساتھ آیا اور جسنے تصدیق کی وہی لوگ رستگار ہیں) ابونعیم نے حلیہ میں اور ابن مغازلی نے مناقب میں مجاہد سے روایت کی ہے۔ حضرت رسولخدا نے فرمایا کہ تصدق بہ سے مراد علی ہے۔

(۹) یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین (توبہ) اے ایمان والو پرہیزگار بنو اور سچوں

کے ساتھ ہو جاؤ) سیوطی نے درمنثور میں۔ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں۔ سبط ابن جوزی نے تذکرہ میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ صادقین کے سردار علی ہیں اس آیت میں ان کے ساتھ ہونے کا حکم دیا گیا ہے۔

(۱۰) سورۃ الحدید والذین اٰمنوا باللہ ورسلہ اولئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم لھم اجرھم ونورھم (جو لوگ ایمان لائے ہیں اللہ اور اس کے رسول پر وہی لوگ صدیق و شہید ہیں ان کے لئے ان کے پاس اجر اور ان کا نور ہے) احمد نے اپنی مسند میں۔ ثعلبی نے اپنی تفسیر میں ابن مغازلی نے مناقب میں ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرت علی کی شان میں نازل ہوئی۔

(۱۱) (سورۃ احزاب) من المومنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ فمنھم من قضٰی نحبہٗ ومنھم من ینتظر (بعض ایسے مومن ہیں کہ جو عہد انھوں نے خدا سے کیا تھا وہ سچ کر دکھایا۔ پس ان میں سے ایک وہ ہے جو اپنی مدت پوری کر چکا اور ایک وہ ہے جو انتظار کرتا ہے) سبط ابن جوزی نے تذکرہ میں۔ ابن حجر نے صواعق محرقہ میں عکرمہ سے نقل کیا کہ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا یہ آیت میرے اور چچا حمزہ اور میرے چچیرے بھائی عبیدہ بن الحارث کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ پس عبیدہ بدر کے روز اور حمزہ احد کے روز اپنا کام پورا کر گئے۔ اب میں موت کے انتظار میں ہوں۔

(۱۲) سورۃ ہود افمن کان علٰی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاھدٌ منہ (آیا وہ شخص جو اپنے پروردگار کی طرف سے روشن دلیل پر ہو اور ایک گواہ جو اسکے بدن کا جزو ہو اسکے پیچھے پیچھے آتا ہو) ابن ابی حاتم اور مغازلی نے مناقب میں۔ سیوطی نے درمنثور میں۔ ثعلبی اور واحدی نے اپنی تفسیروں میں ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں۔ طبرانی نے معجم میں۔ علی متقی نے کنز العمال میں۔ صاحب تفسیر معالم التنزیل نے عباد بن عبد اللہ اسدی سے اور ابن عباس سے روایت کی ہے کہ اس آیت میں شاہدٌ منہ سے مراد حضرت علی ہیں۔

(۱۳) (سورۃ تحریم) فان اللہ ھو مولاہ وجبرئیل وصالح المومنین (بے شک اپنے نبی کا مددگار ہے اور جبریل اور صالح المومنین) ثعلبی نے اپنی تفسیر میں ابو نعیم نے حلیہ میں۔ سیوطی نے درمنثور میں۔ علی متقی نے کنز العمال میں اسماء بنت عمیس سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا صالح المومنین سے مراد علی ہیں۔

(۱۴) (الحاقہ) وتعیھا اذنٌ واعیۃ (یاد رکھے اسکو سننے والا کان) ثعلبی نے اپنی تفسیر میں واحدی نے اسباب النزول میں۔ ابو نعیم نے ما نزل من القرآن فی علی میں دیلمی نے فردوس الاخبار میں بریدہ اسلمی سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے حضرت علی سے فرمایا خدا نے مجھے علم دیا ہے اے علی تمکو تعلیم دوں تاکہ تم یاد رکھو اور خدا پر لازم ہے کہ تمہیں یاد رکھائے پس یہ آیت نازل ہوئی۔

(۱۵) (سورۃ سجدہ) افمن کان مومناً کمن کان فاسقاً لا یستوون (کیا مومن اس شخص کی برابر ہو سکتا ہے جو فاسق ہے۔ [illegible] واحدی [illegible] ابن عساکر نے سعید ابن جبیر کے طریق پر ابن عباس سے روایت کی ہے۔ علامہ ابن جریر نے عطار بن یسار سے۔ ابن عدی اور خطیب نے اپنی تاریخ میں ابو صالح سے۔ اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ یہ آیت جناب امیر اور عقبہ بن ابی معیط کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

(۱۶) (سورۃ توبہ) اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن اٰمن باللہ والیوم الآخر وجاھد فی سبیل اللہ لا یستوون عند اللہ (کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد الحرام کے آباد رکھنے کے کام کو اس شخص کے کام کی برابر قرار دے لیا جو اللہ اور روز قیامت پر ایمان لایا ہو اور راہ خدا میں جہاد کیا ہو۔ اللہ کے نزدیک یہ سب برابر نہیں ابو بکر بن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ اس میں کمن اٰمن باللہ والیوم الآخر سے مراد حضرت علی ہیں اور سقایۃ الحاج

سے عباس اور عمارۃ مسجد الحرام سے طلحہ۔

(۱۷) (البقر) الذین ینفقون اموالھم باللیل والنہار سرّاً وعلانیۃً فلھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (جو لوگ اپنا مال راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں رات کو اور دن کو پوشیدہ اور ظاہر بس ان کے لئے ان کے رب کی طرف سے اجر ہے اور نا ان کو ڈر ہے نہ غم) طبرانی نے الکبیر میں ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرت علی کی شان میں نازل ہوئی۔

(۱۸) (سورہ مائدہ) یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک (اے رسول پہنچا دو جو چیز تم پر نازل ہوئی ہے تمہارے رب کی طرف سے) واحدی نے اسباب النزول میں اور ابو نعیم نے ما نزل من القرآن فی علی میں ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ یہ آیت جناب امیر کی ولایت کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

(۱۹) (سورہ مائدہ) الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی (آج میں نے تمہارا دین کامل کیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کردی) سیوطی نے درمنثور میں دیلمی نے فردوس الاخبار میں۔ ابو نعیم نے ما نزل من القرآن فی علی میں ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ روز غدیر خم حضرت رسولخدا نے فرمایا اللہ اکبر دین کے کامل ہونے، نعمت کے پورے ہونے اور میری رسالت اور علی کی ولایت پر خدا کے راضی ہونے پر۔

(۲۰) (سورۃ بینہ) ان الذین امنوا وعملوا الصالحات اولئک ھم خیر البریہ (بے شک جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے وہ سب مخلوق سے بہتر ہیں) سیوطی نے درمنثور میں خوارزمی نے مناقب میں جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ یہ آیت حضرت علی کی شان میں ہے۔

(۲۱) (سورۃ مریم) ان الذین امنوا وعملوا الصالحات سیجعل لھم الرحمن وُدّا (جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے البتہ رحمن ان کے لئے محبت کو قرار دے گا) ابوداؤد نے سنن میں۔ حمیدی نے جمع بین صحیحین میں صاحب مشکوٰۃ نے صحیح ترمذی سے ثعلبی نے اپنی تفسیر میں ابن جوزی نے تذکرہ خواص الامہ میں، ابن حجر نے صواعق میں براء ابن عازب سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے جناب امیر سے فرمایا اے علی دعا کرو کہ پروردگار مجھے اپنے پاس سے ایک عہد فرما اور مومنوں کے دل میں میری محبت ڈال پس خدا نے یہ آیت نازل کی۔

(۲۲) (سورہ بقر) ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد (کچھ لوگ ایسے ہیں کہ اپنے نفسوں کو بیچ ڈالتے ہیں مرضی الٰہی کی خواہش میں اور اللہ بندوں پر بڑا مہربان ہے) ثعلبی نے اپنی تفسیر میں اور ابو نعیم نے میں۔ اور غزالی نے احیاء العلوم میں کہ شب ہجرت جب حضرت علی فرش رسول پر سوئے تو ان کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی۔

(۲۳) (سورۃ الرحمن) مرج البحرین یلتقیان صاحب کتاب الدُر نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ وہ دو دریا جن کا اس آیت میں ذکر ہے علی و فاطمہ ہیں اور لولو و مرجان حسنین ہیں۔

(۲۴) (سورۃ الشعراء) واجعل لی لسان صدق فی الآخرین (اور پچھلوں میں میرے لئے ایک سچی زبان قرار دے) ابن مردویہ نے امام جعفر صادق سے روایت کی ہے لسان صدق سے مراد علی علیہ السلام ہیں

(۲۵) (الفرقان) وھو الذی خلق من الماء بشراً فجعلہ نسباً وصھرا (اللہ وہ ہے جس نے پانی سے آدمی کو پیدا کیا اور اس کے لئے نسب اور صہر کو قرار دیا) کفایۃ الطالب میں علامہ عبداللہ بن یوسف نے محمد بن یسرین سے روایت کی ہے کہ یہ آیت حضرت رسولخدا اور حضرت علی کے حق میں نازل ہوئی کہ وہ از روئے نسب آنحضرت کے ابن عم ہیں اور جناب

فاطمہ کے شوہر ہونے کی وجہ سے داماد۔

(۲۶) (سورۃ الحجر) اخوانا علی سرر متقابلین (بھائی برابر کے تختوں پر آمنے سامنے ہونگے) احمد نے مناقب میں زید بن ابی اوفیٰ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے جناب امیر سے فرمایا تم میرے ساتھ جنت میں میری بیٹی فاطمہ کے ساتھ ہوگے تم میرے بھائی اور رفیق ہو۔ پھر حضرت نے یہ آیت پڑھی

(۲۷) (سورۃ الانفال) ھو الذی ایدک بنصرہ بالمومنین (وہ خدا ہے جس نے تیری تائید کی اپنی مدد سے اور مومنوں سے) سیوطی نے درمنثور میں ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا عرش پر لکھا ہے سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں۔ محمد میرا بندہ ہے اور میرا رسول ہے میں نے علی کے ذریعہ سے اس کی مدد کی ہے۔

(۲۸) (سورۃ بقر) واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ وارکعوا مع الراکعین (نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ کو دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو) طبرانی نے خصائص میں سبط ابن جوزی نے خواص الامہ۔ ابن مغازلی نے مناقب میں روایت کی ہے کہ یہ آیت حضرت علی کی شان میں نازل ہوئی۔

(۲۹) (توبہ) والسابقون الاولون من المھاجرین والانصار (جو لوگ مہاجر وانصار میں سے سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں۔ طبرانی اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ یوشع بن نون نے جناب موسیٰ کی طرف صاحب الیاسین یعنی حوارین کے دوست نے جناب عیسیٰ کی طرف اور جناب امیر نے حضرت رسولخدا کی طرف ایمان لانے میں سبقت کی ہے۔

(۳۰) (سورۃ رعد) وجنٰت من اعناب وزرع ونخیل صنوان وغیر صنوان یسقیٰ بماء واحد (باغ ہیں انگوروں کے اور کھیتیاں اور کھجور کے درخت ایک جڑ میں دو ملے ہوئے ایک ہی پانی سے سیراب ہوتے ہیں) مردویہ نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا سب لوگ مختلف درختوں سے ہیں اور میں اور علی ایک درخت سے ہیں

(۳۱) (سورۃ نور) فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیھا اسمہ یسبح لہ فیھا بالغدو والآصال۔ (ان گھروں میں جنکے بلند کئے جانے اور ان میں ذکر خدا کئے جانے کا حکم کیا ہے اور صبح وشام ان میں تسبیح الٰہی ہوتی ہے) درمنثور انس بن مالک اور بریدہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت سے پوچھا یہ کن گھروں سے مراد ہے۔ فرمایا انبیاء کے گھروں سے۔ حضرت ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ کیا علی وفاطمہ کا گھر بھی انہی گھروں میں سے ہے فرمایا انکے بہترین میں سے۔

(۳۲) (مائدہ) انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین اٰمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون (تمہارا ولی اللہ ہے اور اس کا رسول اور وہ جو نماز قائم کرتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں درآنحالیکہ وہ رکوع میں ہوتے ہیں) ثعلبی نے اپنی تفسیر میں جناب ابوذر سے روایت کی ہے۔ کہ یہ آیت حضرت علی کی شان میں نازل ہوئی۔ جب انہوں نے مسجد رسول میں بحالت رکوع سائل کو انگوٹھی دی۔

(۳۳) (سورۃ مجادلہ) یا ایھا الذین اٰمنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجواکم صدقۃ ذلک خیر لکم (لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم رسول سے کوئی راز کی بات کہو تو پہلے صدقہ دو یہی تمہارے لئے بہتر ہے نسائی ثعلبی اور واحدی نے لکھا ہے کہ حضرت علی نے موافق اس آیت کے حکم کے صدقہ دے دے کر آنحضرت سے سرگوشی کی۔

(۳۴) (انعام) والسابقون السابقون اولٰئک المقربون۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت

مد رسولخدا نے فرمایا اس سے مراد علی ہیں۔

(۴۵) (النساء) اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم (اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اور جو تم میں سے اولی الامر ہیں انکی) خوارزمی نے عبد الغفار بن القاسم سے نقل کیا ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اولی الامر کے متعلق پوچھا انھوں نے فرمایا علی انہی میں سے ہیں۔

(۴۶) (سورۃ نحل) فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون (اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے پوچھو) ثعلبی نے اپنی تفسیر میں جناب جابر سے روایت کی ہے کہ حضرت علی نے فرمایا ہم اہل الذکر ہیں۔

(۴۷) (سورۃ فاطر) ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا (ہم نے وارث بنایا کتاب کا ان لوگوں کو جنہیں ہم نے چن لیا ہے) ابن مردویہ نے روایت کی ہے کہ حضرت علی نے فرمایا وہ لوگ ہم ہیں۔

(۴۸) (سورۃ فتح) محمد رسول اللہ والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم الخ (محمد خدا کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت ہیں اور ایک دوسرے سے رحم کا برتاؤ کرنے والے ہیں الخ) ابن مردویہ نے امام موسی کاظم علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ یہ آیت جناب امیر کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

فضائل امیر المومنین علیہ السلام

(۱) احادیث رسول

(۱) ذکر علی عبادت ہے

دیلمی نے فردوس الاخبار میں اور متقی نے کنز العمال میں ام المومنین عائشہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ میں نے حضرت رسول خدا کو فرماتے سنا کہ میرے بھائیوں میں سے بہتر علی ہیں اور تمام چچوں سے بہتر حمزہ ہیں اور علی کا ذکر عبادت ہے۔

(۲) علی کی مانند کسی نے فضائل حاصل نہیں کئے

طبرانی نے حضرت عمر سے نقل کیا ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا کسی شخص نے علی کی مثل فضائل کا اکتساب نہیں کیا وہ اپنے دوست کو ہدایت کی راہ دکھاتا ہے اور برائی سے پھیرتا ہے۔

(۳) علی فضائل میں سب سے برتر ہیں

ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں حضرت امام حسن سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ جب حضرت علی علیہ السلام شہادت پا گئے تو امام حسن علیہ السلام نے خطبہ میں فرمایا لوگو تم سے آج ایک ایسا آدمی جدا ہو گیا ہے نہ پہلے لوگ اکتساب فضائل میں اس سے بڑھے ہوئے تھے اور نہ آخر والے ان تک پہنچ سکیں گے۔

(۴) فضائل علی لا تحصی ہیں

علامہ سبط ابن جوزی نے مجاہد سے اور انھوں نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک

شخص نے کہا سبحان اللہ علی کے فضائل کتنے زیادہ ہیں میرا خیال ہے تین ہزار ہونگے ابن عباس نے کہا تین ہزار کیسے تیس ہزار کے قریب ہونگے پھر ابن عباس کہنے لگے اگر دنیا کے تمام درخت قلم بن جائیں اور سمندر سیاہی ہوجائیں اور انسان لکھنے والے اور جن حساب کرنے والے ہوں تو بھی علی کے فضائل کا احصا نہیں کرسکیں گے۔

(۵) حضرت علی کا سب صحابہ سے اعلم ہونا

حافظ خلائی اور ابن حجر عسقلانی اور طبرانی نے جابر بن عبداللہ عقیلی ابن عدی اور ابن عمر سے اور بغوی اور ابونعیم نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا میں شہر علم ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں اور طبرانی نے ابن عباس سے یہ الفاظ اور زیادہ لکھے ہیں جو علم کا ارادہ کرے اسکو چاہیئے اسکے دروازہ سے آئے۔ دیلمی نے سلمان فارسی سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا کہ میری امت میں میرے بعد سب سے زیادہ علم والا علی بن ابی طالب ہے استیعاب میں ابن عبدالبر نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ خدا کی قسم علی کو علم کی دہائیاں دی گئی ہیں اور خدا کی قسم تم سب کو دسویں حصہ میں شریک کیا ہے۔

(۶) حضرت علی کا علم بالقران

ابوداؤد نے لکھا ہے کہ محمد بن سیرین نے عکرمہ سے پوچھا کیا صحابہ نے قران اسیطرح تالیف کیا ہے جیسے کہ نازل ہوا تھا عکرمہ نے کہا اگر تمام جن وانس جمع ہوکر ایسی تالیف کرنا چاہیں تو ہرگز نہیں کرسکیں گے۔ سیوطی نے تاریخ الخلفا میں لکھا ہے محمد بن سیرین کہا کرتے تھے اگر وہ قران ملتا تا جو علی نے جمع کیا ہے تو اس سے بہت کچھ علم حاصل ہوتا۔ طبرانی نے اوسط میں ام المومنین ام سلمہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ میں نے حضرت رسول خدا کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ علی قران کے ساتھ ہیں اور قران علی کے ساتھ ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہونگے جب تک کہ حوض کوثر پر دونوں وارد نہوں۔ ابونعیم اور ثعلبی نے محمد حنفیہ سے روایت کی ہے کہ آیہ من عندہٗ علم الکتاب سے مراد علی ہیں۔

(۷) حضرت علی عالم توریت و انجیل تھے

امام فخر الدین رازی نے اربعین میں لکھا ہے کہ حضرت علی فرماتے ہیں کہ اگر میرے لئے مسند بچھادی جائے اور میں اس پر بیٹھوں تو اہل توریت کے لئے انکی توریت سے اور اہل انجیل کے لئے انکی انجیل سے اور اہل زبور کے درمیان انکی زبور سے اور اہل قرآن کے درمیان قران سے حکم کرونگا۔

(۸) حضرت علی کا علم تفسیر

فقیہ ابن مغازلی نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ کہ ایک رات حضرت بسم اللہ کے نقطہ کی شرح بیان فرمانے لگے صبح ہوگئی۔ مگر وہ تفسیر پوری نہوئی مجھے اپنا نفس انکے سامنے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے بحر زخار کے مقابل ایک فوارہ۔ تاریخ الخلفا میں ابن سعد سے مروی ہے کہ میں نے حضرت علی کو فرماتے سنا کہ کوئی آیت ایسی نہیں کہ میں اسکے متعلق یہ نہ جانتا ہوں کہ کس امر میں نازل ہوئی ہے کہاں نازل ہوئی ہے۔ اور کس پر نازل ہوئی ہے بے شک خدا نے مجھے دل دانا اور زبان ناطق عطا کی ہے۔

(۹) حضرت علی کا علم حدیث

علامہ ابن حجر صواعق محرقہ میں علی متقی کنز العمال میں لکھتے ہیں کہ جناب امیر سے لوگوں نے سوال کیا کیا وجہ ہے کہ آپ تمام صحابہ سے زیادہ احادیث روایت کرتے ہیں فرمایا جب میں آنحضرت سے دریافت کرتا تھا تو مجھ سے بیان فرمایا کرتے تھے اور جب میں چپ رہتا تھا تو حضرت ابتدا فرماتے تھے۔

(۱۰) حضرت علی کا علم فقہ

خوارزمی نے مناقب میں مسروق سے روایت کی ہے، میں نے حضرت رسولخدا کے

اصحاب کو سونگھا۔ پس مجھے معلوم ہوا کہ حضرت عمر۔ عبد اللہ بن مسعود۔ ابو درداء۔ معاذ بن جبل۔ زید بن ثابت اور علی بن ابی طالب کی طرف منتہی ہوتا ہے۔ پھر میں نے ان پانچوں کو سونگھا تو معلوم ہوا ان کا علم دو آدمیوں کی طرف منتہی ہوتا ہے علی اور عبد اللہ بن مسعود پھر میں نے ان دونوں کو سونگھا تو معلوم ہوا علی عبد اللہ پر فضیلت رکھتے ہیں۔ حضرت علی کے زیادہ تفقہ کا باعث یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کی حیات میں منصب قضا حضرت علی ہی سے تعلق رکھتا تھا۔ المصابیح میں انس بن مالک سے منقول ہے کہ حضرت رسولخدا فرماتے تھے۔ میری امت میں سب سے زیادہ معاملات کا فیصل کرنے والا علی بن ابی طالب ہے۔

(۱۱) حضرت علی کا علم الفرائض

استیعاب میں ہے کہ عبد اللہ بن مسعود کہا کرتے تھے کہ مدینہ میں علی بن ابی طالب سب سے زیادہ علم فرائض جاننے والے ہیں۔

(۱۲) حضرت علی کا علم کلام

امام رازی اربعین میں لکھتے ہیں کہ متکلمین کے جتنے فرقے ہیں وہ سب علی بن طالب کی طرف منتہی ہوتے ہیں۔

(۱۳) حضرت علی کا علم تصوف

خواجہ محمد پارسا فصل الخطاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ جنید رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارا پیشرو اس امر تصوف میں کہ جسنے اشارہ کیا ہے طرف ان قصے کے جو دلوں میں آکے متضمن ہوئی ہے اور جسنے بعد ہمارے نبی کے اسکے حقایق کی طرف ایما کیا ہے وہ علی بن ابی طالب ہیں اور خواجہ محمد پارسا نے اسی رسالہ میں دوسرے مقام پر کہا ہے کہ اگر علی بن ابی طالب اپنے غزوات سے فارغ ہوتے تو انسے ہمارے لئے اس علم یعنی علم حقایق اور تصوف کے متعلق وہ باتیں نقل کی جاتیں کہ دل انکے متحمل ہوسکتے۔

(۱۴) حضرت علی کا علم نحو

علامہ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفا میں لکھا ہے کہ ابوالاسود دائلی سے روایت ہے کہ ایک دن میں حضرت علی کے پاس گیا آپ گردن جھکائے کسی فکر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا یا امیر المومنین آپ کو اسوقت کیا فکر ہے۔ فرمایا میں تمہارے اس شہر میں لوگوں کو اپنی زبان میں غلطی کرتے ہوئے سنتا ہوں۔ اسلئے میں نے ارادہ کیا ہے کہ ایسی کتاب لکھوں جس میں عربی زبان کے قاعدے ہوں۔ میں نے کہا اگر آپ ایسا کریں گے تو ہمکو زندہ فرمادیں گے اور ہم میں یہ زبان باقی رہ جائیگی۔ پھر تین دن کے بعد جب میں حاضر خدمت ہوا تو آپ نے مجھکو قواعد نحو تعلیم فرمائے۔

(۱۵) حضرت علی کا علم فصاحت

ابن السبوع اندلسی نے اپنی کتاب الشفا میں یہ حدیث رسول مل کی ہے کہ حضرت نے فرمایا خدا نے مجھکو نبوت کے ساتھ برگزیدہ کیا اور علی کو علم وشجاعت و فصاحت کے ساتھ ممتاز فرمایا۔ عبد الحمید بن یحیٰ کا قول ہے کہ میں نے ستر خطبے جناب امیر علیہ السلام کے یاد کئے ہیں۔

(۱۶) حضرت علی کا علم شعر

سیوطی نے تاریخ الخلفا میں لکھا ہے کہ شعبی روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام سب سے زیادہ شعر کہنے والے تھے۔ چنانچہ آپ کا دیوان مشہور خاص و عام ہے۔

(۱۷) حضرت علی کی حاضر جوابی

امام احمد حنبل نے محمد بن قیس سے روایت کی ہے کہ چند یہودی جناب امیر علیہ السلام کے پاس آکر کہنے لگے۔ آپ لوگوں نے اپنے نبی کے بعد پچیس برس بھی صبر نہیں کیا حتیٰ کہ تم میں سے ایک دوسرے کو قتل کرنے لگا۔ حضرت نے فرمایا کہ الحقیقت صبر کرنا

بہتر تھا۔ لیکن تمہارے قدم ابھی دریا سے نکل کر خشک بھی ہونے پائے تھے کہ تم نے کہا اے موسیٰ جیسے مصریوں کے خدا تھے ایسے ہی خدا ہمکو بنا دے۔

(۱۸) حضرت علی کا علم الکتابت

حضرت علی علیہ السلام حسنِ خط میں مہارت تامہ رکھتے تھے چنانچہ خود حضرت کا یہ قول ہے تم پر واجب ہے کہ اپنی اولاد کو خوشنویسی سکھاؤ کیونکہ وہ رزق کی کنجیوں میں سے ہے دوسرے مقام پر فرمایا ہے اپنی اولاد کو کتابت سکھاؤ کہ کتابت کی وجہ سے بادشاہوں کی توجہ تمہاری طرف ہوگی۔

(۱۹) حضرت علی کا علم تعبیر الرؤیا

طبرانی نے اوسط میں ابو نعیم نے حلیہ میں دیلمی نے فردوس الاخبار میں روایت کی ہے کہ عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے حضرت علی سے کہا اے ابوالحسن آپ بسا اوقات آنحضرت صلعم کے حضور میں حاضر رہتے تھے اور ہم نہیں رہتے تھے اور بسا اوقات ہم ہوتے تھے اور آپ ہوتے تھے۔ تین باتیں میں آپ سے پوچھتا ہوں اگر آپ کو علم ہو تو بتا دیجئے۔ ایک آدمی ایک آدمی سے محبت کرتا ہے۔ حالانکہ اس سے کوئی نیکی نہیں دیکھی۔ اور ایک آدمی ایک آدمی سے بغض رکھتا ہے۔ حالانکہ اس نے کوئی برائی نہیں دیکھی ہوتی۔ حضرت علی نے فرمایا۔ جناب رسولخدا نے ارشاد کیا ہے کہ روحیں ہواؤں میں لشکر صف بستہ کی صورت میں باہم ملتی ہیں اور بو سونگھتی ہیں پس جسکو ان میں سے سچانتے ہیں محبت کرتے ہیں اور جس سے نفرت کرتے ہیں اس سے اختلاف کرتے ہیں۔ حضرت عمر نے کہا اچھا یہ ایک بات ہوئی دوسری بات یہ ہے کہ انسان بات کرتا کرتا اس کا ذکر بھول جاتا ہے۔ حضرت نے فرمایا میں نے سنا ہے کوئی دل ایسا نہیں کہ اس پر مثل قمر کے بادل نہ ہو جب اس پر وہ بادل ہوتا ہے تو وہ روشن ہوتا ہے اور جب بادل ہٹ جاتا ہے تو وہ تاریک ہو جاتا ہے۔ حضرت عمر نے کہا تیسری بات یہ ہے کہ آدمی خواب دیکھتا ہے بعض سچا ہوتا ہے بعض جھوٹا۔ حضرت نے فرمایا کوئی مرد و عورت ایسا نہیں کہ وہ سوئے اور اسکی روح عرش کی طرف پرواز نہ کرتی ہو۔ پس جو روح عرش کے قریب جاکر بیدار ہوتی ہے اس کا خواب سچا ہے ورنہ جھوٹا۔ حضرت عمر نے کہا یہ تین باتیں تھیں۔ جنکی مجھے طلب تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ اسنے مجھے موت سے پہلے ان تک پہنچا دیا۔

(۲۰) حضرت علی کا علم جفر و جامعہ

علامہ چلپی نے کشف الظنون میں لکھا ہے ایک گروہ کہتا ہے کہ امام علی بن ابی طالب علیہ السلام نے اٹھائیس حرفوں کو جفر کی جلد میں بسط اعظم کے طریق پر وضع کیا تھا۔ اس سے بطریق مخصوص و شرائط معینہ اسرار لوح و قضا و قدر معلوم ہو سکتے تھے اور یہ ایسا علم ہے۔ جس سے صرف اہلبیت ہی کو ورثہ پہنچتا ہے۔

(۲۱) حضرت علی کا علم حساب

استیعاب میں علامہ بن عبدالبر نے جناب امیر علیہ السلام کے علم حساب جاننے کے ثبوت میں کئی فیصلوں کا فیصلہ درج کیا ہے۔

(۲۲) حضرت علی کا علم ہیئت

ابن طاؤس نے یونس بن عبدالرحمٰن سے نقل کیا ہے کہ میں نے ابو عبداللہ سے علم نجوم کی نسبت سوال کیا کہ اسکی اصلیت کیا ہے انھوں نے فرمایا دین انبیا کا علم ہے پھر میں نے کہا کیا جناب امیر اس علم کو جانتے تھے وہ کہنے لگے وہ سب لوگوں سے زیادہ اس علم کو جاننے والے تھے۔

ہم نے کتب اہلسنت سے یہ تمام روایات نقل کی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام

تمام علوم کے عالم تھے اور ایسے عالم کہ ان سے بہتر کوئی شخص کسی علم کا جاننے والا نہ تھا۔ اب ہم حضرت کے فضائل عملی کو مختصر طور پر بیان کرتے ہیں۔

(۲۳) **حضرت علی کا زہد** ابن عساکر اور ابن اثیر نے اپنی تاریخوں میں حسن بن صالح سے روایت کی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس لوگ زاہدوں کا تذکرہ کر رہے تھے وہ کہنے لگے دُنیا کے لوگوں میں علی سب سے زیادہ زاہد تھے۔

اسد الغابہ میں جناب عمار یاسر سے روایت کی گئی ہے کہ حضرت علی سے جناب رسولخدا نے فرمایا اے علی خدا نے تمکو ایسی چیز سے زینت دی ہے کہ اس سے بہتر کسی کو زینت نہیں دی اور وہ زہد فی الدنیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بندوں کی زینت ہے بس تمکو ایسا بنایا ہے کہ تمہیں دُنیا سے اور دُنیا کو تم سے کوئی چیز نہیں ملی۔ تم کو مسکینوں کی محبت دی گئی اور تم کو ان کے پیرو ہونے سے راضی کیا ہے اور انکو تمہارے امام ہونے سے۔

(۲۴) **حضرت علی کا زہد فی اللباس** احمد نے اپنی مناقب میں اور ابن اثیر نے تاریخ کامل میں لکھا ہے کہ ہارون بن عنزہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ میں جناب امیر علیہ السلام کے پاس قصر خورنق میں گیا موسم سرما تھا آپ شدت سرما سے کانپ رہے تھے فقط ایک پرانا کپڑا اوڑھے تھے میں نے عرض کیا یا امیرالمومنین خدا نے آپ کے اور آپ کے اہل وعیال کے لئے اس بیت المال سے حصہ مقرر کیا ہے اور آپ اپنے نفس کے ساتھ یہ کر رہے ہیں فرمایا واللہ میں تمہارے مالوں میں سے کسی چیز کو پسند نہیں کرتا واللہ یہ وہی میرا کمبل ہے۔ جسے میں مدینہ سے لایا ہوں۔

(۲۵) **حضرت علی کا فرش** احمد حنبل نے سوید ابن غفلہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں جناب امیر کی خدمت میں گیا تو آپ ایک پرانے بوریئے پر بیٹھے ہوئے تھے میں نے عرض کی آپ مسلمانوں کے بادشاہ اور حاکم اور بیت المال کے مختار ہیں قوموں کے سفیر آپ کے پاس آتے ہیں لیکن آپ کے گھر میں اس پرانے بوریئے کے سوا کچھ نہیں فرمایا اے سوید عاقل ایسے گھر سے انس نہیں کرتا جس سے نقل کرنا ہو ہماری آنکھوں کے سامنے ہمیشگی کا گھر ہے ہم اپنے سامان کو اس طرف نقل کر چکے ہیں اور عنقریب ہم بھی جانے والے ہیں۔

(۲۶) **حضرت علی کا طعام** شرح نہج البلاغہ میں ابن ابی الحدید نے عبداللہ بن رافع سے روایت کی ہے کہ میں عید کے دن جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں گیا حضرت نے میرے سامنے ایک چمڑے کا تھیلہ رکھدیا میں نے اسکو کھولا اس میں جو کی روٹیوں کے خشک ٹکڑے تھے حضرت اس میں سے کھانے لگے میں نے عرض کی اے امیرالمومنین آپ نے اس پر مہر کیوں لگائی ہے فرمایا اس خیال سے کہ کوئی اسکو روغن یا زیت سے چرب نہ کردے۔ حضرت ہمیشہ سرکہ اور نمک سے کھانا کھاتے تھے کبھی کبھی ترکاری کا استعمال کرتے یا زیادہ سے زیادہ تھوڑا سا دودھ پی لیتے گوشت بہت کم کھاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے اپنے پیٹ کو حیوانوں کا مقبرہ نہ بناؤ۔

(۲۷) **حضرت علی کا صبر** دولابی نے جناب ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ علی و فاطمہ کی زندگی نہایت تنگدستی سے گذرتی تھی ان کے گھر میں کوئی سامان نہ تھا۔ اکثر اوقات فاقہ سے رہتے تھے۔ اپنے گھر کا کل کام اپنے ہاتھ سے کرتے تھے۔ علی مزدوری کرکے روزی حاصل کرتے تھے اور جو

موقع پر صبر و شکر تھا۔ کبھی حرف شکایت ان کی زبان پر نہ آیا۔

(۲۸) حضرت علی کا تقوی

دیلمی نے فردوس الاخبار میں، ابو نعیم نے حلیہ میں انس بن مالک سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضرت علی ایک دن حضرت رسولخدا کی خدمت میں آئے تو آپ نے فرمایا شاباش اے مسلمانوں کے سردار اور اے متقیوں کے امام

(۲۹) حضرت علی کی تواضع

بغوی نے اپنی معجم میں ابی صالح سے اور اسنے اپنے جد سے روایت کی ہے کہ میں نے جناب امیر کو دیکھا کہ آپ نے کچھ کھجوریں خریدیں اور کپڑے میں باندھ کر اُٹھانے لگے میں نے عرض کی یا امیر المومنین مجھے دیجئے فرمایا نہیں بچوں کا باپ ہی اسکے اُٹھانے کا زیادہ حقدار ہے۔ احمد نے مناقب میں زاذان سے روایت کی ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو دیکھا کہ بازار کوفہ میں درہ لئے ہوئے ٹہل رہے ہیں اور لوگوں کو ہٹا کر بھولے ہوئے لوگوں کو راستہ بتاتے ہیں اور بوجھ اٹھانے والوں کی مدد کرتے ھیں۔

(۳۰) حضرت علی کا حسن خلق

حضرت علی علیہ السلام نہایت خندہ پیشانی تھے۔ کبھی کسی سے بات کرتے وقت پیشانی پر بل نہ آتا تھا۔ اسیوجہ سے بعض کج فہم لوگ آپ پر نکتہ چینی کرتے تھے۔ ایک روز معاویہ نے قیس بن سعد سے تعریضاً کہا خدا ابو الحسن پر رحم کرے نہایت کشادہ اور ہنسنے والے اور خوش طبع تھے۔ قیس نے کہا جناب رسولخدا بھی مزاح کرتے تھے اور صحابہ کے ساتھ ہنستے تھے۔

(۳۱) حضرت علی کا حلم

احمد نے مناقب میں مفضل ابن یسار سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے جناب فاطمہ زہرا سے فرمایا کیا تم راضی نہیں ہو اس بات پر کہ میں نے تمہارا نکاح ایسے شخص سے کیا ہے جو میری امت میں از روے اسلام مقدم ترین اور از روئے علم عالم ترین اور از روئے حلم اعظم ترین ہے۔

(۳۲) حضرت علی کا عفو

ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں لکھا ہے کہ اہل بصرہ نے جناب امیر کے ساتھ اور انکی اولاد کے ساتھ تلوار سے جنگ کی اور گالیاں دیں اور برا بھلا کہا .... لیکن بعد فتح نہ تو آپ نے ان کا سامان لوٹا نہ انکی اولاد کو لونڈی باندی بنایا اور نہ ان کا مال لیا۔

(۳۳) حضرت علی کی شفقت

جناب امیر علیہ السلام خلق اللہ پر بے حد شفقت فرماتے تھے۔ ان کا بوجھ اٹھاتے تھے ان کا قرضہ چکاتے تھے دارقطنی نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے۔ کہ جب حضرت رسولخدا کسی کے جنازے پر تشریف لیجاتے تھے تو اس آدمی کے عمل کے متعلق نہ پوچھتے بلکہ اس کے قرض کے متعلق سوال کرتے اگر مقروض ہوتا تو نماز پڑھنے سے ہٹ جاتے ایک دفعہ ایک جنازہ کی نماز کے لئے کھڑے ہوئے معلوم ہوا دو دینار کا مقروض ہے۔ آپ نے صحابہ سے فرمایا تم نماز پڑھو حضرت علی بھی موجود تھے کہنے لگے اسکے دونو دینار میرے ذمے ہیں اور یہ مرنے والا اس قرضہ سے بری ہے۔ یہ سن کر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھی۔ پھر حضرت علی سے فرمایا خدا تجھے جزائے خیر دے اور تیرا قرض بھی اسی طرح چکائے۔ جسطرح تو نے اپنے بھائی کو قرض سے چھڑایا ہے۔

(۳۴) حضرت علی کی رعایت قیدیوں کے ساتھ

مناقب الاصحاب نجم الدین فخر الاسلام ابوبکر بن محمد بن الحسین السیلانی المزندی نے لکھا ہے کہ

جیل خانوں کی کنجیاں جناب امیر علیہ السلام کے پاس رہتی تھیں نماز کے وقت وہ قیدخانے کھول دیتے تھے اور بیت المال سے انکی خوراک دی جاتی تھی۔ آپ فرمایا کرتے تھے ہمارا کام ان کو قید رکھنا ہے ایمان کا کام بچانا ہے

(۳۵) حضرت علی کا تورع

احمد حنبل نے اپنی مسند میں عبداللہ بن زرین سے روایت کی ہے کہ ایک دن میں جناب امیر کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت نے حلیم میرے سامنے کیا یہ عید اضحیٰ کا دن تھا میں نے کہا اے امیرالمومنین اگر آپ اس بطخ کو ہمارے لئے آج ذبح کرتے تو کیا اچھا ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے آپکو بہت سے خزانہ کا مالک بنایا ہے فرمایا اے ابن زرین میں نے حضرت رسولخدا سے سنا ہے کہ خلیفہ کے لئے دو پیالوں کے سوا مال خدا سے لینا حلال نہیں ایک تو خود اسکے اور اسکے گھر کے لوگوں کے لئے اور ایک اسکے مہمان کے لئے۔

(۳۶) حضرت علی کی رعایت حقوق الناس

تاریخ کامل ابن اثیر میں ابو رافع غلام حضرت رسولخدا سے روایت کی گئی ہے کہ میں بیت المال کوفہ کا خازن تھا۔ ایک دن میں نے آپکی صاحبزادی کے کان میں دو موتی ڈالدیئے تھے۔ حضرت نے انکو بیت المال میں دیکھا تھا۔ جب گھر میں تشریف لائے اور صاحبزادی کے کان میں وہ موتی دیکھے تو اسے فرمایا کہاں سے آئے۔ میں ضرور اسکے ہاتھ کاٹوں گا جس نے بیت المال سے چرائے ہیں۔ ابو رافع کہتے ہیں۔ جب مجھے پتہ چلا تو میں نے عرض کی امیرالمومنین میں نے یہ صاحبزادی کو عاریتاً پہنا دیئے ہیں۔ فرمایا تم کون تھے بغیر میرے اذن کے دینے والے یہ سب مسلمانوں کا حق ہے۔ ابھی ان کو لیجا کر بیت المال میں رکھو اور آیندہ کبھی ایسا نکرنا۔

(۳۷) حضرت علی کا عدل

خوارزمی نے اپنی مناقب میں ابو سعید خدری اور معاذ بن جبل سے یہ روایت کی ہے کہ جناب رسولخدا نے فرمایا یا علی تم میں سات فضیلتیں ایسی ہیں کہ روز قیامت کوئی ان میں تمہارا مقابلہ نکر سکے گا تم مومنین میں از روئے ایمان اول ہو۔ خدا کا عہد سب سے زیادہ پورا کرنے والے ہو سب سے زیادہ حکم خدا کے قایم کرنے والے ہو۔ سب سے زیادہ رعایا پر مہربان ہو۔ سب سے زیادہ عدل کے ساتھ تقسیم کرنے والے ہو سب سے زیادہ قیامت کے دن بڑے مرتبہ والے ہو۔ عاصم ابن کلیب اپنے باپ سے ناقل ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام کے پاس اصفہان سے مال آیا حضرت نے اسکے سات حصے کئے اس میں ایک روٹی بھی تھی اسکے بھی سات ٹکڑے کئے اور سات امیروں کو بلایا پھر قرعہ ڈالا کہ کسکو پہلے دیا جائے۔

(۳۸) حضرت علی کی فراست

کنز العمال میں ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے کوفہ کے لوگوں سے فرمایا اے اہل کوفہ عنقریب تم میں سے سات آدمی جو نہایت برگزیدہ ہیں اصحاب اخدود کی طرح قتل کئے جائیں گے ان میں سے حجر بن عدی بھی ہیں چنانچہ امیر معاویہ نے ان کو دمشق میں قتل کیا۔

(۳۹) حضرت علی کا حافظہ

دیلمی نے مکحول سے روایت کی ہے کہ جب آیہ تعیھا اذنٌ واعیہ نازل ہوئی تو حضرت رسولخدا نے فرمایا اے علی میں نے خدا سے دعا کی ہے کہ تیرے کانوں کو ایسا کر دے پس خدا نے ایسا ہی کر دیا حضرت علی فرماتے ہیں کہ میں نے جو کلام بھی حضرت رسولخدا سے سنا اُسے یاد کرلیا اور بھولا نہیں،

(۴۰) حضرت علی کی سرعت فہم

نورالابصار میں سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ لوگ ایک شخص کو حضرت عمر کے پاس لائے جس نے یہ کہا تھا کہ وہ فتنہ کو دوست رکھتا ہے حق سے کراہت کرتا ہے۔ یہود و نصاریٰ کی تصدیق کرتا ہے۔ جسکو نہیں دیکھا اسپر ایمان لایا ہے جو چیز پیدا نہیں ہوئی اس کا اقرار کرتا ہے۔ حضرت عمر کی سمجھ میں جب یہ معاملہ نہیں آیا تو حضرت علی علیہ السلام کو بلاکر اس معاملہ میں رجوع کی آپ نے اس کے قول کو سُنا اور

فرمایا یہ ٹھیک کہتا ہے مال اور اولاد فتنہ ہے یہ اسکو دوست رکھتا ہے۔ موت حق ہے یہ اس سے کراہت کرتا ہے۔ یہود کہتے ہیں کہ نصاریٰ کوئی شے نہیں نصاریٰ کہتے ہیں یہود کوئی شے نہیں قرآن میں اس کا ذکر ہے یہ انکے قول کی تصدیق کرتا ہے جسکو دیکھا نہیں وہ خدا ہے جس پر یہ ایمان لایا ہے جو چیز پیدا نہیں ہوئی وہ قیامت ہے۔ جس کا یہ اقرار کرتا ہے۔ حضرت عمر نے یہ سن کر فرمایا کہ میں ایسی مشکل سے پناہ مانگتا ہوں جسکے رفع کرنے والے ابوالحسن نہوں۔

(۴۱) حضرت علی کی صداقت

نسائی اور حاکم نے عباد بن عبداللہ سے نقل کیا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے تھے میں خدا کا بندہ ہوں میں رسول کا بھائی ہوں۔ میں صدیق اکبر ہوں اس کا دعویٰ میرے سوا کوئی نہیں کر سکتا مگر کاذب میں نے سب لوگوں سے سات برس پہلے نماز پڑھی ہے۔

(۴۲) حضرت علی کی امامت

سید علی ہمدانی نے مودۃ القربیٰ میں جناب فاطمہ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے ارشاد فرمایا جس کا میں ولی ہوں اس کا ولی ہے اور جس کا میں امام ہوں اس کا علی امام ہے

(۴۳) حضرت علی کی خلافت

... نے حلیہ میں۔ خوارزمی نے مناقب میں۔ طبرانی نے الکبیر میں عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ ایک روز صبح کو حضرت رسولخدا نے ایک بڑا گہرا سانس بھرا اور فرمایا اے ابن مسعود مجھکو عنقریب میری موت کی خبر دی گئی ہے۔ میں نے عرض کی آپ اپنے بعد کسی کو خلیفہ بنا جائیں فرمایا کسکو بنا جائیں۔ میں نے کہا ابوبکر کو آپ خاموش ہوگئے اور آپ نے ایک گہرا سانس بھرا میں نے عرض کیا آپ نے گہرا سانس کیوں بھرا فرمایا میرے انتقال کے متعلق مجھے مطلع کیا گیا ہے۔ میں نے عرض کی آپ اپنے پیچھے کسی کو خلیفہ مقرر کردیں فرمایا کس کو میں نے کہا عمر کو آپ خاموش ہوگئے اور پھر ایک گہرا سانس بھرا۔ میں نے پھر وجہ پوچھی فرمایا مجھے اپنے انتقال کی خبر لگی ہے۔ میں نے عرض کیا آپ کسی کو خلیفہ بنا جائیں فرمایا کس کو میں نے کہا علی بن ابی طالب کو آپ نے فرمایا خدا کی قسم اگر تم نے اس سے بیعت کی تو وہ تم سب کو جنت میں داخل کریں گے۔ سید علی ہمدانی نے مودۃ القربیٰ میں انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا کہ خدا نے مجھکو تمام انبیا سے برگزیدہ کیا ہے اور مجھکو وصی بنانے کا اختیار دیا ہے۔ پس میں نے اپنے ابن عم کو انتخاب کیا ہے اور خدا نے انکی وجہ سے میرے بازو کو قوی کیا ہے۔ جسطرح موسیٰ کے بازو کو ان کے بھائی ہارون سے قوی کیا تھا۔ پس وہ میرا خلیفہ و وزیر ہے اور اگر میرے بعد نبوت ہوتی تو وہ نبی ہوتا۔ ابن عبدالبر نے استیعاب میں جناب حذیفہ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا اگر تم علی کو حاکم بناؤگے تو تم اسکو ہادی و مہدی پاؤگے۔

(۴۴) حضرت علی کی طہارت

نزل الابرار میں ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ آیت تطہیر کے متعلق حضرت رسولخدا نے فرمایا کہ یہ آیت خصوصیت سے پانچ شخصوں کے حق میں نازل ہوئی ہے یعنی میرے علی و فاطمہ اور حسن و حسین کے حق میں۔

(۴۵) حضرت علی کی عصمت

احمد نے اپنے مناقب میں ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا علی کو پانچ چیزیں ایسی عطا ہوئی ہیں کہ میرے نزدیک دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں اول یہ کہ وہ خدا کے سامنے مجھ پر تکیہ لگائے رہے گا جب تک کہ حساب سے فارغ ہو دوسرے لوا الحمد اسکے ہاتھ میں ہوگا آدم اور اولاد آدم اسکے نیچے ہونگے تیسرے وہ میرے پیچھے حوض پر کھڑا ہوگا جسکو میری امت سے پہچانے گا پلائے گا چوتھے وہ ستر کو ڈھانپے گا اور مجھکو میرے خدا کی سپرد کرے گا۔ پانچویں مجھے ذرا خوف نہیں کہ وہ ایمان کے بعد کفر کی جانب رجوع کرے۔

(۴۶) حضرت علی کی عبادت

داؤد سقیفی نے لکھا ہے کہ جب نماز کا وقت ہوتا تو آپ کا رنگ زرد پڑجاتا ایکدفعہ اسکی بابت آپ سے دریافت کیا گیا فرمایا اس امانت کے ادا کرنے کا وقت آپہنچا ہے

جسکو خدا نے آسمان پر زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا تھا تو انھوں نے اسکے اُٹھانے سے انکار کیا تھا اور میں نے اپنی ناتوانی کے ساتھ اُسے اُٹھا لیا۔ نسائی نے خصائص میں لکھا ہے کہ علی فرماتے تھے میں اپنے سوا اس امت کے کسی آدمی کو نہیں جانتا۔ جس نے مجھ سے پہلے آنحضرت کے ساتھ نماز پڑھی ہو۔ میں نے نو برس پہلے خدا کی عبادت کی ہے۔ قبل اس کے کہ کوئی اسکی عبادت کرتا۔ ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں لکھا ہے کہ صفین کی لیلۃ الہریر میں لشکر کی دونوں صفوں کے درمیان آپکے لئے مصلّے بچھایا گیا اور آپ نماز پڑھنے لگے۔ تیر آپ کے سامنے سے آتے تھے اور داہنے بائیں نکل جاتے تھے۔ حضرت نے ان سے ذرا خوف نہ کیا اور جب تک اپنے نوافل سے فارغ نہ ہو لئے مصلے سے نہ اُٹھے۔ طول سجدہ سے جناب امیر علیہ السلام کی پیشانی اس گھٹے کی طرح ہو گئی تھی جو زانوئے شتر پر پڑ جاتا ہے۔

(۴۷) حضرت علی کا روزہ

تفسیر کشاف میں ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک بار حسن و حسین بیمار ہوئے۔ چند اصحاب کے ساتھ حضرت رسولخدا انکی عیادت کو تشریف لائے لوگوں نے کہا اے ابوالحسن اگر آپ اپنے صاحبزادوں کی صحت کے لئے کچھ نذر مانتے تو بہتر ہوتا پس حضرت علی۔ جناب سیدہ اور انکی لونڈی فضہ نے نذر مانی کہ جب بچوں کو اس بیماری سے صحت ہوگی تو تین روزے رکھیں گے۔ خدا نے انکو شفا عطا فرمائی اور نذر کے روزے رکھے گئے لیکن کوئی چیز کھانے کو نہ تھی حضرت علی نے شمعون یہودی سے تین پیمانے جَو قرض لئے۔ جناب سیدہ نے انکو پیسا اور پانچ روٹیاں پکائیں ۔در وقت افطار پانچوں کے سامنے ایک ایک روٹی رکھدی اتنے میں ایک سائل آیا اور کہنے لگا مسلمان مسکین ہوں مجھے کچھ کھلائے خدا آپ کو جنت کے دسترخوان سے کھانا دے۔ وہ پانچوں روٹیاں اس کو دیدی گئیں اور پانی سے روزہ افطار کیا دوسرے دن پھر روزہ رکھا گیا اور بدستور پھر پانچ روٹیاں تیار ہوئیں وقت افطار ایک یتیم آیکارا وہ روٹیاں اسے دیدی گئیں تیسرے دن پھر روزہ رکھا گیا اور روٹیاں پکائی گئیں وقت افطار ایک قیدی آپکارا اور وہ روٹیاں اسے دیدی گئیں جب صبح ہوئی تو حضرت علی علیہ السلام حسن و حسین کا ہاتھ پکڑ کر حضرت رسولخدا کی خدمت میں لائے حضرت نے انکو دیکھا کہ مثل چوزۂ مرغ کے کانپ رہے ہیں فرمایا ان کا یہ کیا حال ہے پھر آپ اُٹھ کر جناب سیدہ کے پاس تشریف لائے انکو محراب عبادت میں دیکھا کہ ان کا پیٹ پشت سے لگا ہوا ہے اور آنکھوں میں گڑھے پڑے ہوئے ہیں۔ حضرت کو یہ حال دیکھ کر بہت رنج ہوا اتنے میں جبریل نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ اللہ تعالےٰ آپکے اہلبیت کی مدح کرتا ہے اور پھر سورۂ دہر کی یہ آیات پڑھیں یوفون بالنذر الخ

(۴۸) حضرت علی کے صدقات

احمد حنبل نے اپنی مسند میں لکھا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام فرماتے تھے کہ اگر تو مجھے آنحضرت کے ساتھ دیکھتا کہ میں نے پتھر اپنے شکم پر بھوک کی وجہ سے باندھا ہوا تھا حالانکہ اس دن میری زکواۃ چالیس ہزار تھی اور ایک روایت میں ہے کہ میری زکواۃ چالیس ہزار دینار تک پہنچ گئی تھی۔ محب طبری نے ریاض النضرۃ میں اس حدیث کے ذیل میں لکھا ہے اس حدیث سے یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ جناب امیر کے پاس اسقدر مال کہاں تھا جسکی اتنی زکواۃ ہوتی حالانکہ یہ بات نہیں ہے کیونکہ آپ سب لوگوں سے زیادہ زاہد تھے اس کا جواب یہ ہے کہ ابوالحسن بن فارس لغوی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے اس حدیث کا مطلب پوچھا انھوں نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ جناب امیر فرماتے ہیں کہ جب سے میرے ہاتھ میں مال آیا ہے اگر وہ آج کے دن تک میرے ہاتھ میں رہتا تو اسکی زکواۃ اسقدر ہوتی اسکے علاوہ ان اوقاف سے بھی مراد ہو سکتی ہے۔ جنکو جناب امیر نے جاری کیا تھا اور قبل ان کو وقف کرنے وہ انکی ملک تھے اور شاید ان کا محاصل اس مقدار پر ہو جس کا ذکر جناب امیر نے فرمایا ہے۔

(۴۹) حضرت علی کی سخاوت

مطالب السؤل میں ہے کہ ایک روز محفن ابن ابی محفن نے معاویہ سے کہا میں ایک ابخل ترین انسان کے پاس سے تیرے پاس آیا ہوں اور مراد اس کی حضرت علی تھے

معاویہ نے کہا افسوس ہے تو انکو بخیل کہتا ہے حالانکہ ان کا یہ حال ہے کہ اگر ان کے پاس ایک سونے کا گھر ہو اور ایک بھوسے کا تو سونے کا گھر اس بھوسے کے گھر سے پہلے تمام ہو جائیگا شرح نہج البلاغہ میں ہے کہ علی سے زیادہ سخاوت دنیا میں کسی نے نہیں کی۔

(۵۰) حضرت علی کی اصابت رائے

صاحب ارجح المطالب ص۲۱۲ پر تحریر فرماتے ہیں تمام مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت عمر سے زیادہ کوئی خلیفہ مدبر نہیں ہوا اسکی خاص وجہ یہ تھی کہ وہ ہر معاملہ میں جناب امیر علیہ السلام سے مشورہ لیتے تھے۔

(۵۱) حضرت علی کا حسن سلوک

واحدی نے لکھا ہے کہ جب جمل میں حضرت علی علیہ السلام ام المومنین عائشہ پر ظفریاب ہوئے تو انکی نہایت تعظیم و تکریم کی اور ان کو مدینہ کی طرف روانہ فرمایا اور بیس عورتیں قبیلۂ عبدالقیس کی انکے ساتھ روانہ کیں اور انکو عمامے اور تلواریں بندھوائیں۔ جب وہ مدینہ میں پہنچیں تو انھوں نے ظاہر کیا کہ ہم عورتیں ہیں آپ کی حفاظت کے لئے ہمکو مردانہ لباس میں بھیجا ہے۔

(۵۲) حضرت علی کا کرم

نفضائی نے ابو اسحاق سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت رسولخدا کے چالیس صحابیوں سے زیادہ پوچھا کہ حضرت رسولخدا کے عہد میں کون بزرگ زیادہ صاحب کرم تھے سب نے یہی کہا کہ علی بن ابی طالب

(۵۳) حضرت علی کی سیاست

ذہبی نے المخلص میں عبداللہ بن شریک عامری سے اور انھے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام سے لوگوں نے کہا کچھ لوگ آپ کے متعلق یہ خیال کرتے ہیں کہ آپ خدا ہیں۔ حضرت نے ان کو بلوا کر کہا تم ہلاک ہو جاؤ کیا بک رہے ہو وہ کہنے لگے آپ ہمارے رب ہیں آپ ہمارے خالق و رازق ہیں فرمایا تم ہلاک ہو جاؤ میں تو تمہاری طرح ایک بندہ ہوں، اسی طرح کھاتا پیتا ہوں جس طرح تم اللہ سے ڈرو اور اس خیال سے باز آؤ، وہ نہ مانے۔ حضرت نے انکو اپنے پاس سے ہٹا دیا دوسرے دن وہ پھر آئے اور پھر وہی بات کہی۔ آپ نے پھر سمجھایا۔ جب وہ نہ مانے تو سامنے سے ہٹا دیا تیسرے روز وہ پھر سامنے لائے گئے اور وہی کہے چلے گئے آپ نے ایک گڑھا کھدوا کر اس میں آگ روشن کرائی اور ان سے کہا اگر اپنے غلط خیال سے باز نہ آؤ گے تو اس آگ میں ڈال دونگا۔ وہ اسپر بھی نہ مانے۔ آپ نے ان سب کو آگ میں ڈلوا دیا۔ علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ ان کے ارتداد کی وجہ سے وہ ایسی سخت سزا کے مستحق سمجھے گئے ان کا آگ میں ڈلوانا باوجودیکہ احادیث میں منع ہے محض اس لئے تھا کہ شاید وہ اپنے ارتداد سے باز آجائیں یا ان میں سے چند اشخاص توبہ کرلیں۔ شرح شفا میں قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ جناب امیر نے اپنے نصیر کو اس لئے آگ میں ڈلوا دیا کہ وہ آپ کو خدا کہتا تھا۔ جب وہ جلنے لگا تو کہنے لگا کہ اگر یہ خدا نہ ہوتا تو آگ کا عذاب مجھ پر وارد نہ کرتا۔

(۵۴) حضرت علی کا جہاد

امام رازی اربعین میں لکھتے ہیں کہ صحابہ میں ابو دجانہ اور خالد بن ولید کی جماعت شجاعت میں زیادہ مشہور تھی لیکن جناب امیر کی شجاعت سب سے زیادہ نفع رساں تھی تم نہیں دیکھتے ہو کہ جنگ احزاب کے روز حضرت رسولخدا نے فرمایا علی کی ایک ضرب جن و انس کی عبادت سے افضل ہے۔ ابو حاتم، ابو شیخ اور عبدالرزاق وغیرہ لکھتے ہیں کہ علی و عباس و طلحہ باہم فخر کرنے لگے طلحہ نے کہا میں خانہ کعبہ کا مالک ہوں اور اسکی کنجی میرے پاس ہے عباس نے کہا میں زمزم کا مالک و نگہبان ہوں علی نے کہا میں وہ ہوں کہ میں نے سب سے چھ ماہ پہلے نماز پڑھی ہے اور خدا کی راہ میں جہاد کرنے والا ہوں پس اس پر آیہ اجعلتم سقایۃ الحاج

وعمارۃ المسجد الحرام کمن اٰمن باللہ والیوم الاٰخر وجاھد فی سبیل اللہ لایستوون عنداللہ نازل ہوئی۔

(۵۵) حضرت علی کے آداب حرب

حضرت علی سے زیادہ آداب حرب سے کوئی واقف نہ تھا یہی وجہ تھی کہ کسی غزوہ میں کسی جنگ میں آپ کو ناکامی نہ ہوئی آپ تھوڑی سی فوج کے ساتھ دشمن کی فوج کثیر کو پسپا کر دیتے تھے علامہ یوسف گنجی شافعی کفایۃ الطالب میں لکھتے ہیں کہ اصحاب جمل تیس ہزار تھے جن میں سے سولہ ہزار سات سو مارے گئے یعنی ان کے مقتولوں کی تعداد نصف سے زیادہ تھی اور جناب امیر علیہ السلام کی طرف بیس ہزار تھے اور ان میں سے صرف ایک ہزار ستر مقتول ہوئے۔ جنگ صفین میں آپکے لشکر کی تعداد نوے ہزار تھی جن میں پچیس ہزار مقتول ہوئے اور امیر معاویہ کی فوج کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار تھی جن میں سے پینتالیس ہزار مارے گئے۔

(۵۶) حضرت علی کی شجاعت

مستطرف میں ہے کہ مصعب ابن زبیر کہتے ہیں کہ حضرت علی لڑائیوں میں بہت ہوشیار رہتے تھے اور اسکی گھاتیں خوب جانتے تھے ممکن نہ تھا کہ کوئی آپ پر چوٹ لگا سکے آپ کی زرہ فقط آگے کے لئے تھی پشت کی طرف نہ تھی لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ اس بات سے نہیں ڈرتے کہ دشمن پیچھے سے آجائے فرمایا اگر میں اپنے دشمن کو پیچھے سے آنے دوں تو خدا مجھے باقی نہ رکھے۔

(۵۷) حضرت علی کا آغوش رسول میں پرورش پانا

مطالب السئول اور ریاض النضرۃ[۲] ابوالحجاج مجاہد بن جبیر سے روایت ہے کہ ایک بار مکہ میں سخت قحط پڑا حضرت ابوطالب کثیر العیال تھے۔ حضرت رسولخدا نے اپنے چچا عباس سے جو اسوقت مالدار تھے جاکر کہا کہ چچا ابوطالب کثیر العیال ہیں اور سخت قحط پڑ رہا ہے ان کا بار ہلکا کرنے کی ضرورت ہے ایک لڑکا میں لے لوں ایک آپ لے لیں۔ بات قرار پاگئی دونو حضرت ابوطالب کے پاس گئے اور اپنی خواہش ظاہر کی چنانچہ عقیل کو جناب عباس نے لیا اور علی کو حضرت رسولخدا نے۔ اسوقت سے برابر حضرت علی آنحضرت کے پاس رہتے رہے یہاں تک کہ آپ مبعوث برسالت ہوئے تو علی نے سب سے پہلے آپ کا اتباع کیا۔ ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی۔

(۵۸) حضرت علی کی سبقت اسلام

استیعاب میں علامہ عبدالبر نے جناب سلمان فارسی سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا اس امت کا حوض پر سب سے پہلے وارد ہونے والا اس امت کا سب سے پہلا ایمان لانے والا علی بن ابی طالب ہوگا طبری اور دیلمی نے جناب سلمان سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا یہ وہ ہے جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے یہ اس امت کے حق و باطل کا جدا کرنے والا ہے یہ مومنوں کا امیر ہے۔ یہ سب سے پہلے روز قیامت مجھ سے مصافحہ کرنے والا ہے اور ان کا صدیق اکبر ہے احمد نے مناقب میں حضرت عمر سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا علی علیہ السلام سے فرماتے تھے تم اسلام لانے میں سب مسلمانوں سے سب سے پیش قدم اور مجھ پر ایمان لانے کی وجہ سے سب سے مقدم ہو اور ان سب سے زیادہ عہد خدا کو پورا کرنے والے ہو اور رعیت پر ان سب سے زیادہ مہربان ہو اور ان سب سے زیادہ پورا پورا تقسیم کرنے والے ہو اور ان سب سے خدا کے نزدیک زیادہ منزلت والے ہو۔

(۵۹) حضرت علی کا بتوں کی پرستش نہ کرنا

علامہ سیوطی نے درمنثور میں جناب جابر سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تین شخصوں نے ہرگز خدا سے کفر نہیں کیا ہے مومن الیاسین (یعنی حضرت یوشع پر ایمان لانے والا) اور علی بن ابی طالب اور آسیہ زن فرعون استیعاب میں ابن عبدالبر نے حسن بن مداینی سے روایت کی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے بچپن سے کبھی بتوں کی پرستش نہیں کی اسی

کہ وہ بتوں کے آگے نہیں جھکے۔ (اس) وجہ سے انکو کرم اللہ وجہہٗ کہا جاتا ہے یعنی خدا نے ان کے منہ کو بزرگ کیا تھا اور یہ لقب ان کے سوا اور اصحاب کے حق میں نہیں بولا جاتا (نزل الابرار علامہ بدخشی)

(۶۰) حضرت علی کا سب صحابہ سے پہلے آنحضرت کے ساتھ نماز پڑھنا ترمذی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت علی میں چار ایسی باتیں ہیں کہ ان کے سوا کسی دوسرے میں نہیں وہ ہر ایک عربی و عجمی سے پہلے حضرت کے ساتھ نماز میں شریک ہوئے اور وہ ایسے شخص ہیں کہ ہر ایک جنگ میں آنحضرت کا علم ان کے پاس رہا اور انھوں نے سختی کے دن اپنی جان سے حضرت کے ساتھ صبر کیا اور انھوں نے حضرت کو غسل دیا اور قبر میں اتارا البغوی نے معجم میں انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا پیر کے دن مبعوث ہوئے اور منگل کے دن حضرت علی نے ان کے ساتھ نماز پڑھی۔

(۶۱) حضرت علی کا دوش رسولؐ پر سوار ہو کر بتوں کو توڑنا نسائی نے خصائص میں جناب امیر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ میں حضرت کے ساتھ کعبہ میں گیا حضرت نے مجھ سے فرمایا بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا آپ میرے کندھے پر سوار ہوئے۔ جب میں اٹھنے لگا۔ حضرت نے میری ناتوانی کو دیکھ کر فرمایا بیٹھ جاؤ پس آپ اتر پڑے اور مجھ سے فرمایا تم میرے کندھوں پر سوار ہو۔ میں سوار ہوا۔ آپ مجھ کو لیکر اٹھے۔ اسوقت میں اتنا بلند آپ کو پاتا تھا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کے کنارہ کو چھولوں۔ یہاں تک کہ میں بیت اللہ پر چڑھ گیا وہاں کانسی یا تانبے کی مورت تھی میں اسے داہنے بائیں آگے پیچھے سے ہلانے لگا۔ جب میں نے اس پر قابو پالیا تو میں نے اسے اٹھا کر پھینکدیا وہ کانچ کی طرح ٹوٹ گئی پھر میں اتر آیا۔

(۶۲) حضرت علی کا بتوں کو توڑنا ابوالخیر الحاکمی نے اس حدیث میں جناب امیر کے اس قول کے بعد (جب میں کعبہ پر چڑھ گیا) اس طرح روایت کی ہے کہ حضرت نے کہا جناب رسولخدا نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ ان میں سے بڑے بت کو پھینکدے وہ تانبے کی میخوں سے جکڑا ہوا تھا اور لوہے سے زمین میں گڑا ہوا تھا۔ مجھ سے حضرت نے فرمایا اسے جنبش دو میں اسکو ہلاتا رہا یہاں تک کہ میں اسپر قابو پاگیا حضرت نے فرمایا اسے اکھاڑ کر پھینکدو۔ میں نے فوراً اکھاڑ پھینکا۔ تفسیر نیشاپوری میں عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے روز جب حضرت کعبہ میں داخل ہوئے تو کعبہ کے گرداگرد تین سو ساٹھ بت قبائل عرب کے رکھے ہوئے تھے ہر ایک قبیلہ کا جداگانہ دیوتا تھا حضرت چھڑی کے ساتھ انکو مارتے جاتے تھے اور آیہ جاء الحق وزھق الباطل پڑھتے جاتے تھے۔ پس وہ بت منہ کے بل گرتے جاتے تھے یہاں تک کہ سب بت گر گئے صرف کعبہ کی چھت پر بنی خزاعہ کا ایک بت باقی رہ گیا جو صیقل کئے ہوئے اور ڈھلے ہوئے پیتل سے بنا ہوا تھا۔ حضرت نے جناب امیر کو کندھے پر اٹھا کر فرمایا یا علی اسکو پھینک دو چنانچہ جناب امیر نے اسے چڑھکر پھینک دیا۔

(۶۳) حضرت علی کا شب ہجرت فرش رسول پر سونا احمد و نسائی نے عمرو بن میمون سے روایت کی ہے کہ میں ابن عباس کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ چند لوگ ان کے پاس آکر حضرت علی کی غیبت کرنے لگے۔ ابن عباس ان کی طرف لوٹ پڑے اور کہا سنو جب آنحضرت نے ہجرت اختیار کی حضرت علی نے آنحضرت کی چادر اوڑھ لی اور حضرت کے بستر پر سو رہے۔ کفار ان پر پتھر پھینکتے تھے اور وہ اپنے سر کو صبح تک چادر میں چھپائے رہے۔

(۶۴) حضرت علی کا گھر حضرت کے گھروں کے درمیان ہونا نسائی نے خصائص میں عزار سے روایت کی ہے کہ

میں نے عبداللہ بن عمر سے پوچھا کیا تم علی و عثمان کے مرتبہ سے مجھ کو خبردار کرو گے انھوں نے کہا علی کا گھر رسول کے گھر کے پاس ہے ان کے سوا کسی دوسرے کا گھر وہاں تجھے نہ ملے گا۔ اب رہے عثمان انھوں نے احد کے دن بھاری گناہ کیا۔ لیکن خدا نے انھیں بخشدیا اور تمہارا ایک چھوٹا گناہ کیا اور تم نے ان کو مار ڈالا۔

(۶۵) سوائے دروازہ حضرت کے مسجد نبوی کی طرف اور سب کے دروازے بند ہوئے

احمد. نسائی اور حاکم نے زید ابن ارقم اور براء بن عاذب سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا کے اصحاب میں سے چند نفر کی آمد و رفت کے لئے مسجد میں دروازے تھے ایک روز حضرت نے حکم دیا کہ علی کے دروازہ کے سوا سب دروازے بند کردو۔ بعض لوگ اس میں کچھ گفتگو کرنے لگے حضرت نے کھڑے ہوکر خطبہ پڑھا اور فرمایا مجھے حکم ہوا ہے کہ علی کے دروازہ کے سوا سب کے دروازے بند کئے جائیں واللہ میں نے کسی کے دروازے کو بند نہیں کیا اور نہ کھولا ہے جو کچھ خدا کا حکم ہوا ہے وہی میں نے کیا ہے۔

(۶۶) حضرت علی کے سوا کوئی بہ حالت جنابت مسجد میں نہ آسکتا تھا

احمد اور نسائی نے ابن عباس سے اور بزاز نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے جناب امیر سے فرمایا یا علی میرے اور تیرے سوا بحالت جنابت اس مسجد میں کسی کو آنا جائز نہیں حضرت نے سب صحابہ کے دروازے بند کرادیئے تھے سوا حضرت علی کے دروازہ کے وہ مسجد میں بحالت جنابت داخل ہوا کرتے تھے اور وہ ان کا راستہ تھا اس کے سوا دوسرا کوئی راستہ نہ تھا۔

(۶۷) حضرت علی اور اخوت رسول

دارقطنی نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خدا نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا جناب امیر آبدیدہ آئے اور عرض کی یا رسول اللہ آپ نے اپنے اصحاب کے درمیان اخوت قائم کی لیکن میرا بھائی کسی کو نہ بنایا حضرت نے فرمایا تو دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے۔ صاحب ارجح المطالب نے صفحہ ۴۱۰ سے لیکر صفحہ ۴۵۷ تک تقریباً اسی نام ائمہ حدیث کے لکھے ہیں جنہوں نے حدیث منزلت (یا علی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی) کو نقل کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے جو نسبت بھائی ہونے میں جناب ہارون کو جناب موسیٰ سے تھی وہی حضرت علی کو حضرت رسولخدا سے تھی۔

(۶۸) حدیث یا علی انت منی وانا منک

طبرانی نے الکبیر میں ابورافع سے روایت کی ہے کہ جب احد کے روز مشرکوں کے علمدار نے آنحضرت پر حملہ کیا تو جناب امیر علیہ السلام نے اپنی جان پر کھیل کر اس کافر کے حملہ کو روکا اور اسکو مار ڈالا جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور فرمایا یا رسول اللہ اسکے لئے کچھ صلہ ہونا چاہیئے آپ نے فرمایا علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا میں تم دونوں کا ہوں

(۶۹) حضرت علی کا نظیر رسول ہونا

دیلمی نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا ہر نبی کی نظیر اس کی امت میں ہوتی ہے۔ پس علی میری نظیر ہے۔

(۷۰) حضرت علی کا نظیر جناب مسیح ہونا

دیلمی نے فردوس الاخبار میں لکھا ہے کہ حضرت علی فرماتے تھے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس سے

قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر میری امت کے لوگ تیرے حق میں ایسی بات نہ کہہ گذریں جو نصاریٰ حضرت عیسیٰ کے حق میں کہہ رہے ہیں تو البتہ آج میں تیرے حق میں وہ بات کہتا کہ تو کسی مسلمان کے پاس سے ہو کر نہ گزرتا مگر وہ تیرے پاؤں تلے کی مٹی لیکر اس سے طالب برکت ہوتا۔

(۱۷) حضرت علی کا فضائل میں انبیا کی مانند ہونا

بیہقی نے فضائل الصحابہ ابی الحمرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا اگر کوئی شخص علم میں آدم کو فہم میں نوح کو علم میں ابراہیم کو زہد میں یحییٰ بن ذکریا کو حملہ میں موسیٰ کو دیکھنا چاہتا ہو تو علی کو دیکھ لے۔

(۲۷) حضرت علی کا مال غنیمت میں آنحضرت کی طرح حصہ پانا

ریاض النضرہ میں انس سے مروی ہے کہ غزوۂ تبوک کے روز حضرت رسولخدا نے جناب امیر سے فرمایا کیا تم راضی نہیں کیا نہیں ایسا ہی اجر ملے جو مجھے ملا ہے اور غنیمت میں بھی تمہارا حصہ مثل میرے حصہ کے ہو۔

(۳۷) حضرت علی اور حضرت رسولخدا کا ایک درخت سے ہونا

طبرانی، ویلمی، خوارزمی اور ابن المنازلی نے جناب جابر سے روایت کی ہے کہ جناب رسولخدا نے فرمایا کہ میں اور علی ایک شجر سے ہیں اور دوسرے لوگ متفرق درختوں سے ہیں۔

(۴۷) حضرت علی اور حضرت رسولخدا ایک نور سے ہیں

ابن السبوع اندلسی نے اپنی کتاب الشفا میں لکھا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا میں اور علی حضرت آدم سے دو ہزار برس پہلے ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ جب آدم پیدا ہوئے تو وہ نور ان کے صلب میں چلا گیا پھر وہ بزرگ پشتوں سے پاک ارحام میں منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ عبدالمطلب کی صلب میں چلا گیا پس خدا نے مجھ کو نبوت کے ساتھ اور علی کو شجاعت اور علم اور فصاحت کے ساتھ انتخاب فرما کر اپنے اسما مبارکہ میں سے ہمارے لئے دو نام مشتق کئے پس اللہ محمود ہے اور میں محمد اور اللہ اعلیٰ ہے اور یہ علی ہے۔

(۵۷) حضرت علی اور حضرت رسولخدا کی طینت ایک ہے

عاصمی نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا فرماتے تھے جو لڑکا تولد ہوتا ہے اسکی ناف میں خاص اسی مٹی کا حصہ ہوتا ہے جس سے وہ پیدا کیا جاتا ہے۔ لیکن میں اور علی ایک مٹی سے پیدا کئے گئے۔

(۶۷) حضرت علی کے نور سے فرشتوں کا پیدا ہونا

اخطب خوارزم نے مناقب میں حضرت عثمان سے اور انہوں نے حضرت عمر سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کو علی بن ابی طالب کے نور سے پیدا کیا۔

(۷۷) حضرت رسولخدا کا حضرت علی کو قربانی میں شریک کرنا

ابن اسحاق سیرۃ النبوۃ میں لکھتے ہیں کہ مجھ سے عبداللہ بن نجیح نے بیان کیا کہ آنحضرت نے جناب امیر کو نجران کی طرف بھیجا ہوا تھا جب وہ وہاں سے لوٹ کر آئے تو احرام باندھے ہوئے مکہ میں حضرت سے ملاقات کی جب سفر کے حالات بیان کر چکے تو آنحضرت نے فرمایا جاؤ طواف کر کے اپنے دوستوں کی طرح تم بھی احرام کھول ڈالو جناب امیر نے عرض کی میں نے احرام باندھنے کے وقت دعا کی تھی کہ اے پروردگار جس ذریعے سے تیرا نبی اپنا احرام کھولے گا اسیطرح میں اپنا احرام کھولوں گا۔ حضرت نے فرمایا

تمہارے پاس قربانی ہے عرض کیا نہیں پس حضرت نے جناب امیر کو اپنی قربانی میں شریک بنایا اور جناب امیر بدستور آنحضرت کے ساتھ احرام باندھے رہے یہاں تک حضرت نے حج سے فارغ ہو کر حضرت علی کی طرف سے بھی قربانی کی۔

(۷۸) حضرت علی کو آنحضرت کا اپنی ہر دعا میں شریک کرنا

محاملی نے امالی میں عبد اللہ بن الحارث سے روایت کی ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام سے کہا آپ مجھے اپنی منزلت سے آگاہ کریں۔ فرمایا میں ایک دفعہ سویا ہوا تھا حضرت رسولخدا میرے پاس نماز پڑھ رہے تھے جب نماز سے فارغ ہوئے تو مجھ سے فرمایا اے علی میں نے کوئی نیکی خدا سے ایسی طلب نہیں کی کہ ویسی ہی تمہارے لئے طلب نکی ہو اور کسی شر سے اپنے لئے خدا سے پناہ نہیں مانگی کہ ویسے ہی تمہارے لئے نہ مانگی ہو۔

(۷۹) آنحضرت کی شفقت حضرت علی کے حال پر

ابن عبد البر نے استیعاب میں عبیدہ بن رفاعہ بن رافع انصاری سے اور اس نے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ جب ہم بدر سے آئے تو حضرت رسولخدا ہم سے گم ہو گئے رفیقان راہ ایک دوسرے کو پکار کر پوچھنے لگے کہ آیا تم لوگوں میں رسول اللہ تشریف رکھتے ہیں اسی اثنا میں حضور حضرت علی کے ساتھ تشریف لائے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو ہم نے تلاش کیا تھا۔ فرمایا ابو الحسن کی طبیعت خراب تھی میں انکی وجہ سے پیچھے رہ گیا تھا۔

(۸۰) حدیث علیؑ منی بمنزلۃ الرأس من الجسد

خطیب نے براء بن عازب سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا علی کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو میرے سر کو میرے جسم سے ہے ابوبکر بن مردویہ نے فوائد میں اور دیلمی نے فردوس الاخبار میں روایت کی ہے۔

(۸۱) حضرت علی کا جبرئیل کے پروں کی آواز سننا

احمد نے مناقب و مسند میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک روز انکے پاس کچھ لوگ بیٹھے حضرت علی کا ذکر کر رہے تھے ابن عباس نے کہا تم ایسے شخص کا ذکر کرتے ہو جو جبرئیل کے آنے کی آواز اپنے گھر کی چھت پر سے سنا کرتا تھا

(۸۲) فرشتوں کا حضرت علی کو سلام کرنا

مسند احمد حنبل میں ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ بدر کے روز حضرت رسولخدا نے ارشاد فرمایا کوئی ہے جو ہمیں پانی پلائے لوگ پانی کی تلاش کر کے لوٹ آئے جناب امیر اپنے مشکیزہ کو بغل میں لیکر ایک اندھے گہرے کنوئیں پر تشریف لے گئے جب اس میں اترے خدا نے جبرئیل و میکائیل کو حکم دیا کہ ہمارے رسول کے گروہ کی مدد کرو وہ دونوں آسمان سے اترے جنتے انکے پروں کی آواز کو سُنا ڈر گیا۔ جب کنوئیں کے قریب ہو کر گزرے جناب امیر کو انھوں نے از روے اکرام و بزرگی سلام کیا

(۸۳) فرشتہ کا لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذو الفقار پکارنا

محب طبری نے ریاض النضرہ امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ بدر کے روز ایک فرشتہ نے جس کا نام رضوان ہے پکار کر کہا ذو الفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں اور علی کے سوا کوئی بہادر نہیں۔ یوسف گنجی نے کفایۃ الطالب میں بھی بیان کیا ہے۔ تذکرہ خواص الامہ میں علامہ سبط جوزی نے فرشتہ کی یہ ندا روز خیبر بیان کی ہے۔ اور ابن عباس سے بروز احد روایت کی ہے۔

(۸۴) حضرت علی کا راسخ الایمان ہونا

احمد و نسائی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام آنحضرت کی حیات میں فرماتے تھے کہ خدا فرماتا ہے

اگر میرا رسول مرجائے یا قتل ہوجائے تو کیا تم اپنی ایڑیوں پر پھر جاؤ گے واللہ جب ہمکو خدا نے ہدایت کی ہے ہم ہرگز اپنی ایڑیوں پر نہیں پھرینگے اگر رسول اللہ انتقال فرما جائیں یا شہید ہو جائیں تو جس امر پر انھوں نے جہاد کیا ہے میں بھی اس پر جہاد کروں گا یہاں تک کہ میں بھی مرجاؤں واللہ میں ان کا بھائی. ولی. ابن عم اور وارث ہوں مجھ سے زیادہ ان کا حقدار کون ہے.

(۸۵) حضرت علی کے ایمان کی خنکی جبریل کو پہنچنا

خوارزمی نے نقل کیا ہے کہ عمر دبن عبدالعزیز کے پاس کچھ لوگ بیٹھے ہوئے حضرت علی کو برا کہہ رہے تھے عمر بن عبدالعزیز نے منبر پر جاکر پہلے خدا کی حمد وثنا اور حضرت رسولخدا کی نعت کی پھر حضرت علی کے فضائل ذکر کرکے کہا عراق بن مالک غفاری جناب ام سلمہ سے روایت کرتا ہے کہ ایک روز سرور عالم میرے پاس تشریف رکھتے تھے کہ ناگاہ جبریل امین آئے اور آپ سے سرگوشی کرنے لگے. حضرت مسکرانے لگے. میں نے کچھ دیر بعد مسکرانے کا سبب پوچھا فرمایا جبریل نے مجھ سے بیان کیا کہ میرا ایک چراگاہ میں گزر ہوا [illegible] علی اپنے اونٹ چراتے ہوئے سو گئے تھے ان کا سینہ کھلا ہوا تھا. میں نے ان پر کپڑا الوٹ دیا ان کے ایمان کی ٹھنڈک میرے دل کو محسوس ہوئی.

(۸۶) حضرت علی کا ایمان زمین و آسمان سے بھاری ہے

دیلمی اور خوارزمی نے لکھا ہے کہ دو شخص حضرت عمر کے پاس کنیز کی طلاق کے مسئلہ کو پوچھنے آئے حضرت عمر وہاں سے اٹھ کر حضرت علی کے پاس آئے اور اس مسئلہ کو ان سے پوچھا. ان میں سے ایک شخص کہنے لگا ہم آپ سے مسئلہ پوچھتے ہیں آپ ان سے پوچھنے کو آئے. انھوں نے کہا افسوس ہے تو نہیں جانتا کہ یہ کون ہیں یہ علی بن ابی طالب ہیں میں نے رسول خدا کو فرماتے سنا ہے کہ اگر ساتوں آسمان و زمین کے طبقے ترازو کے ایک پلہ میں کئے جائیں تو علی کا ایمان بھاری رہے گا.

(۸۷) حضرت علی کا عشق الٰہی میں دیوانہ ہونا

ابونعیم نے حلیتہ الاولیا کعب بن عجرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا علی کو ملامت کہو وہ عشق الٰہی میں دیوانہ ہے.

(۸۸) حضرت علی کے دل کو خدا نے ایمان کے ساتھ امتحان کیا تھا

ترمذی نے ربعی بن فراش سے روایت کی ہے کہ جناب امیر نے رحبہ میں ہم سے بیان کیا کہ حدیبیہ کے روز قریش کے چند مشرک ہمارے پاس آئے سہیل بن عمرو بھی ان میں تھا آنحضرت سے عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ہمارے لڑکے. بھائی اور غلام جنکو دین کی کچھ سمجھ نہیں آپ کے پاس چلے آئے ہیں آپ انہیں واپس کردیں حضرت فرمانے لگے اے قریش کے لوگو اس سے باز رہو ورنہ خدا تم پر ایسے شخص کو مسلط کرے گا جو دین پر تمہاری گردن مارے گا اور خدا نے ایمان کے ساتھ اسکے دل کا امتحان کرلیا ہے لوگوں نے پوچھا یا رسول وہ کون ہے فرمایا خاصف النعل (جوتا سینے والا) حضرت نے اپنا جوتا جناب امیر کو سینے کے لئے دیا تھا. پھر جناب امیر نے ہم سے کہا کہ جناب رسولخدا نے فرمایا ہے جو کوئی مجھ پر دانستہ جھوٹ بولے اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے.

(۸۹) حضرت علی کا ہمسر کعبہ ہونا

ابن المغازلی نے مناقب میں ابوذر غفاری سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا علی مثل کعبہ کے ہے. اس کی طرف نگاہ کرنا عبادت ہے اور اس کا حج فرض ہے.

(۹۰) حضرت علی کا مثل قل ہو اللہ ہونا دیلمی نے فردوس الاخبار میں جناب حذیفہ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا کہ علی کی مثال لوگوں کے درمیان ایسی ہے جیسے کہ قل ہو اللہ قرآن میں۔

(۹۱) حضرت علی کا لوگوں کیلئے باب حطہ ہونا دارقطنی نے عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا علی باب حطہ ہے یعنی گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے۔ جو شخص اس میں داخل ہوا وہ مومن ہے اور جو شخص اس سے نکل گیا وہ کافر ہے۔

(۹۲) حضرت علی کی ایک ضرب کا تمام امت کے اعمال سے افضل ہونا دیلمی نے فردوس الاخبار میں ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے خندق کے روز عمرو بن عبدوُد کے ساتھ حضرت علی کے مقابلہ کرنے کی نسبت فرمایا کہ علی کی ایک ضرب میری اُمت کے ان تمام اعمال سے جو قیامت تک کریں گے افضل ہے۔

(۹۳) حضرت علی کا دُنیا و آخرت میں آنحضرت کا علمدار ہونا حضرمی اور خوارزمی نے لکھا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب احد کے روز علی کا ہاتھ زخمی ہوگیا اور علم ان کے ہاتھ سے گر گیا تو حضرت نے فرمایا علم اسکے بائیں ہاتھ میں پکڑا دو کیونکہ وہ دُنیا و آخرت میں میرا علمدار ہے

(۹۴) حضرت علی کا ہر غزوہ میں علمدار ہونا ابن عبدالبر نے استیعاب میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام میں چار صفتیں ایسی ہیں کہ ان کے سوا دُوسرے کو حاصل نہیں وہ سب عرب و عجم کے باشندوں میں پہلے شخص ہیں جنہوں نے آنحضرت کے ساتھ نماز پڑھی اور ایسے شخص ہیں کہ آنحضرت کا علم ہر غزوہ میں ان کے پاس تھا اور وہ ایسے ہیں کہ جس روز آنحضرت کے پاس سے لوگ بھاگ گئے تو وہ آنحضرت کے ساتھ رہے اور وہ ایسے ہیں کہ انہوں نے حضرت کو غسل دیا اور قبر میں اُتارا۔

(۹۵) حضرت علی کو خیبر میں علم عطا ہونا امام احمد، بخاری اور مسلم نے سہل بن سعد سے اور احمد و نسائی و بزار نے ابن عباس سے اور طبرانی نے جناب امیر اور ابن عمر سے اور ابو حاتم نے ابو ہریرہ سے تھوڑے تھوڑے اختلاف کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ خیبر کے روز آنحضرت نے فرمایا کل میں ایسے شخص کو علم دونگا جسکے ہاتھ پر اللہ فتح دیگا وہ اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہے لوگ تمام رات یہ خیال کرتے رہے کہ دیکھئے علم کس کو عطا ہوتا ہے۔ صبح کو لوگ حضرت کے پاس گئے ہر شخص علم کا امیدوار تھا۔ حضرت نے فرمایا علی کہاں ہیں لوگوں نے کہا انکی آنکھیں دکھ رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا اس کے پاس آدمی بھیجو۔ پس وہ آ گئے، حضرت نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور ان کے لئے دعا فرمائی وہ ایسے ہو گئے گویا انکی آنکھوں میں درد تھا ہی نہیں، پھر آپ نے علم ان کے سپرد کیا۔ ابن اسحاق نے بروایت سلمہ اس حدیث کو یوں نقل کیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میں کل ایسے شخص کو علم دوں گا جو اللہ اور اسکے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اسے دوست رکھتے ہیں اور اللہ اسکے ہاتھوں سے فتح دیگا اور کرار غیر فرار ہے۔

(۹۶) حضرت علی اور سورہ برات کی تبلیغ نسائی نے سعد سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے

حضرت ابوبکر کو سورۃ برات کے ساتھ مکہ کو روانہ کیا ابھی وہ تھوڑی ہی دور نہ گئے تھے کہ حضرت علی علیہ السلام کو ان کے پیچھے روانہ کیا اور وہ ان سے سورۃ برات لیکر مکہ کو چلے گئے۔ حضرت ابوبکر کو ملال ہوا آنحضرت نے ان سے فرمایا میرے اس فرض کو کوئی دوسرا ادا نہیں کرسکتا۔ مگر میں یا وہ شخص جو مجھ سے ہو۔

(۹۷) حضرت علی کا آنحضرت کی امانتوں کو ادا کرنا ابن اثیر نے اسد الغابہ میں ابو رافع سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے وقت ہجرت حضرت علی کو اپنے پیچھے چھوڑ کر کہا کہ اپنے اہل کے ساتھ مدینہ آنا اور حکم دیا کہ جن لوگوں کی امانتیں میرے پاس رکھی ہوئی ہیں ان سب کو ادا کرکے آنا۔

(۹۸) حضرت علی کا آنحضرت کا قرض ادا کرنا بزار نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ علی میرے قرض کو ادا کرے گا۔

(۹۹) حضرت علی کا آنحضرت کے وعدے پورے کرنا دیلمی نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا علی میرے وعدوں کو پورا کرے گا اور وہ میرے قرض ادا کرے گا۔

(۱۰۰) حضرت علی کا منجانب اللہ حضرت کی تائید کیلئے مخصوص ہونا قاضی عیاض نے شفا میں ابوالحمرا سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا شب معراج جب میں آسمانوں پر سے گزرا تو میں نے عرش کی داہنی ساق پر لکھا دیکھا کہ محمد خدا کے رسول ہیں اور انکی تائید آنحضرت کے لئے علی کو پیدا کیا گیا ہے۔

(۱۰۱) حضرت علی کا آنحضرت کی طرف سے حدیبیہ کا صلحنامہ لکھنا ریاض النضرہ ابن عباس سے مروی ہے کہ صلحنامہ حدیبیہ کی کتابت آنحضرت کی طرف سے حضرت علی نے کی۔

(۱۰۲) حضرت علی کو مسجد قبا کی بنیاد رکھنے کیلئے مخصوص کرنا جذب القلوب میں شیخ عبدالحق دہلوی نے جابر بن سمرہ سے روایت کی ہے کہ قبا کے رہنے والوں نے آنحضرت سے مسجد کی بنیاد رکھنے کی درخواست کی۔ حضرت نے فرمایا تم میں کوئی شخص اس ناقہ پر سوار ہو یہ سن کر حضرت ابوبکر اٹھے اور ناقہ پر سوار ہوئے۔ مگر وہ جگہ سے نہ اٹھا پس وہ واپس آکر بیٹھ گئے پھر عمر سوار ہوئے وہ تب بھی نہ اٹھا۔ پھر جناب امیر اٹھے اور رکاب میں پاؤں ڈالا ہی تھا کہ ناقہ اٹھ کھڑا ہوا آنحضرت نے فرمایا اسکی باگ چھوڑ دو بحکم خدا جہاں تک یہ دورہ کرے وہیں مسجد بنا دو۔

(۱۰۳) حضرت علی کو لوگوں کی تہدید کیلئے مخصوص فرمانا عبدالرزاق۔ ابو عمر اور ابن السمان نے مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے روایت کی ہے کہ آنحضرت کے پاس جب بنی ثقیف کے قاصد سپردگی کے لئے آئے تو آپ نے ان سے فرمایا تم باز آجاؤ ورنہ تم پر ایک آدمی مجھ جیسا مسلط کیا جائے گا جو تمہاری گردن کاٹ ڈالے گا اور تمہارے بچوں کو لونڈی غلام بنائے گا اور تمہارا مال لوٹ لے گا۔ حضرت عمر کہا کرتے تھے میں نے اسدن کے سوا کبھی امیر ہونے کی خواہش نہیں کی اس امید پر میں نے اپنا سینہ ابھارا کہ شاید حضرت یہ فرمادیں کہ یہ وہ شخص ہے لیکن آنحضرت علی کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر فرمانے لگے یہ ہے وہ شخص۔

(۱۰۴) حضرت علی کا حق امت پر | حاکم نے عماد بن یاسر سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا مسلمانوں پر علی کا حق ایسا ہے جیسے کہ بیٹوں پر باپ کا۔

(۱۰۵) خدا اور جبرئیل کا حضرت علی سے راضی ہونا | طبرانی نے معجم کبیر ابورافع سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے جناب امیر کو ایک فوج کے ساتھ روانہ کیا تھا جب واپس آئے تو حضرت نے فرمایا اللہ اور اس کا رسول اور جبرئیل تجھ سے راضی ہے۔

(۱۰۶) حضرت علی کا محبوبِ خدا ہونا | احمد نے مناقب میں اور طبرانی نے معجم میں سفینہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت کی خدمت میں ایک انصاری عورت دو مرغ بریاں روٹیوں پر رکھ کر بطور ہدیہ لائی حضرت نے دعا کی اے میرے پروردگار جو شخص کہ سب مخلوق میں تیرے اور تیرے رسول کے نزدیک زیادہ محبوب ہو اُسے میرے پاس بھیج دے ناگاہ جناب امیر داخل ہوئے اور حضرت کے ساتھ کھانے میں شریک ہوئے۔

(۱۰۷) شب معراج حضرت علی کی آواز سے خدا کا کلام کرنا | خوارزمی نے مناقب میں عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ لوگوں نے آنحضرت سے پوچھا کہ شب معراج اللہ تعالیٰ نے آپ سے کس آواز میں کلام کیا تھا فرمایا علی کی آواز میں۔

(۱۰۸) حضرت علی پر خدا کا مباہات کرنا | ابن عباس سے مروی ہے کہ آنحضرت نے مہاجرین و انصار کی دو صفیں بنائیں اور علی کا ہاتھ پکڑ کر ان دونوں صفوں میں گزرے اور تبسم فرمایا ایک شخص نے تبسم کی وجہ پوچھی فرمایا جبرئیل نے مجھ سے آکر بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ مہاجرین و انصار کی وجہ سے اہل آسمان پر مباہات کرتا ہے اور اے علی تیرے اور پر حاملان عرش بھی مباہات کرتے ہیں

(۱۰۹) حضرت علی کی مودت کا عبادت ہونا | دیلمی نے ابوذر غفاری سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا فرماتے تھے کہ علی میرے علم کا دروازہ ہے اور اس امر کو جسکے لئے میں بھیجا گیا ہوں میری امت پر ظاہر کرنے والا ہے۔ اسکی محبت ایمان اس کا بغض نفاق اور اسکی دوستی عبادت ہے۔

(۱۱۰) حضرت علی کے چہرہ پر نظر کرنا عبادت ہے | طبرانی۔ حاکم اور ابن مغازلی وغیرہ ابن مسعود و عمران بن حصین۔ ابن عساکر۔ جناب ابوبکر و عثمان و معاذ بن جبل اور جابر بن عبداللہ اور انس اور ام المومنین عائشہ سے اور حاکم ابویعلیٰ سے اور دیلمی ابوہریرہ سے اور خجندی اور ابن السمان جناب عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا علی کے چہرہ پر نظر کرنا عبادت ہے۔

(۱۱۱) جسنے علی کو چھوڑا اسنے رسول کو چھوڑا | خوارزمی اور دیلمی نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا جس نے علی کو چھوڑا اس نے مجھ کو چھوڑا اور جس نے مجھ کو چھوڑا اسنے خدا کو چھوڑا۔

(۱۱۲) حضرت علی کا دشمن خدا کا دشمن | ابورافع غلام جناب عایشہ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا خدا دشمنی کرتا ہے اس سے جو علی سے دشمنی کرتا ہے۔

(۱۱۳) جس نے حضرت علی کی شان گھٹائی اس نے رسول کی شان گھٹائی | دیلمی نے فردوس الاخبار

میں بریدۃ اسلمی سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا جس نے علی کی شان گھٹائی اس نے میری شان گھٹائی۔

(۱۱۴) جسنے علی سے حسد کیا اس نے رسول سے حسد کیا

ابن مردویہ نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا جس نے علی سے حسد کیا اس نے مجھ سے حسد کیا اور جسنے مجھ سے حسد کیا وہ کافر ہوا۔

(۱۱۵) حضرت علی کی اطاعت رسول کی اطاعت ہے

حاکم نے ابوذر غفاری سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی اور جسنے میری نافرمانی کی اسنے خدا کی نافرمانی کی اور جسنے علی کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے انکی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

(۱۱۶) جو حضرت علی کی مدد کرتا ہے خدا اسکی مدد کرتا ہے

دیلمی نے عمر بن شراحیل سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا اے پروردگار جو علی کو مدد دے تو بھی اسکو مدد دینا اور جو اُسے بزرگ قرار دے تو بھی اُسے بزرگی دینا اور جو علی کو چھوڑ دے تو بھی اسکو چھوڑ دینا۔

(۱۱۷) حضرت علی سے جنگ کرنا رسول سے جنگ ہے

احمد و طبرانی و حاکم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے جناب امیر، جناب حسین اور جناب فاطمہؑ کی طرف نظر کر کے ارشاد کیا کہ میں لڑنے والا ہوں ان سے جو تم سے لڑے اور صلح کرنے والا ہوں اس سے جو تم سے صلح کرے در امام ترمذی نے زید بن ارقم سے اس طرح اس حدیث کو نقل کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا میں جنگ کرنے والا ہوں اس سے جو ان سے جنگ کرے اور صلح کرنے والا ہوں اس سے جو ان سے صلح کرے محب طبری نے ریاض النضرہ فی فضائل العشرہ میں اس حدیث کو حضرت ابوبکر سے روایت کیا ہے۔

(۱۱۸) حضرت علی کا بغض علامت نفاق ہے

نسائی نے جناب ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا اے علی تمہیں نہیں دوست رکھے گا مگر مومن اور نہیں دشمن رکھے گا مگر منافق۔

(۱۱۹) جس نے حضرت علی کو اذیت دی اس نے رسول کو اذیت دی

ابن عبدالبر نے استیعاب میں عمر بن شاش اسلمی سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا جسنے علی کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جسنے مجھے ایذا دی اسنے خدا کو ایذا دی۔

(۱۲۰) جس نے حضرت علی کو گالی دی اس نے رسول کو گالی دی

احمد اور حاکم نے ام المومنین ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا جسنے علی کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی۔

(۱۲۱) جس نے حضرت علی پر غضب کیا اس نے رسول پر غضب کیا

احمد و ابوطاہر محمد بن عبدالرحمن المخلص الذہبی نے المخلصیات میں جناب ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا کہ جس نے علی سے محبت کی اسنے مجھ سے محبت کی اور جسنے مجھ سے محبت کی اس نے خدا سے محبت کی اور جسنے علی پر غصہ کیا اسنے مجھ پر غصہ کیا اور جس نے مجھ پر غصہ کیا اس نے خدا پر غصہ کیا۔

(۱۲۲) حضرت علی سے بغض رکھنا رسول سے بغض رکھنا ہے

احمد نے مناقب میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا یا علی تو دنیا و آخرت کا سردار ہے. جس نے تجھ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی تیرا دوست خدا کا دوست ہے اور تیرا دشمن خدا کا دشمن ہے افسوس ہے اس پر جو تجھ سے بغض رکھے۔

(۱۲۳) حضرت علی کی محبت کے بغیر بوئے جنت نہیں سونگھ سکتا

دیلمی نے جناب امیر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا اگر کوئی خدا کا بندہ اتنی عبادت کرے جتنی نوح نے کی اور احد پہاڑ کی برابر سونا راہ خدا میں دیدے پھر اسکی عمر اسقدر دراز ہو کہ پاپیادہ ایک ہزار حج کرے اور پھر صفا و مروہ کے درمیان مظلوم مارا جائے تو وہ بغیر علی کی محبت کے بوئے جنت نہیں سونگھے گا اور نہ اس میں داخل ہو سکے گا.

(۱۲۴) حضرت علی کے شیعوں کے فضائل

سیوطی نے درمنثور میں جابر عبداللہ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے علی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا واللہ یہ اور اسکے شیعہ روز قیامت بلند درجوں تک پہنچنے والے ہیں اسیوقت یہ آیت نازل ہوئی ان الذین امنو وعملوا الصالحات اولیک ھم خیرا لبریہ۔

(۱۲۵) حضرت علی کی محبت علامت ایمان ہے

ابن المغازلی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا یا علی اگر تم نہوتے تو میرے بعد مومن پہچانے نہ جاتے۔

(۱۲۶) حضرت علی ولی المومنین ہیں

احمد و نسائی اور ابن حجر عسقلانی نے تقریب التہذیب میں عبداللہ بن بریدہ سے انھوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے یمن کی طرف دو فوجیں روانہ فرمائیں ایک فوج کا امیر حضرت علی کو تعین فرمایا اور دوسری کا خالد بن ولید کو اور فرمایا جہاں یہ دونو فوجیں جمع ہوں تو ان دونوں کے امیر علی ہونگے اور اگر جدا جدا رہیں تو اپنے اپنے لشکر کے امیر سمجھے جائیں اہل یمن کے قبیلہ میں زبید پر دونو فوجیں جا لیں مسلمانوں نے مل کر مشرکوں سے مقابلہ کیا اور بنی زبید کے جو رن بچے گرفتار کر لئے حضرت علی نے ان میں سے ایک کنیز کو منتخب کر لیا. خالد بن ولید نے یہ قصہ آنحضرت کو لکھ کر بھیجا. راوی کہتا ہے میں نے حاضر خدمت ہو کر زبانی بھی حضرت علی کی شکایت کی حضرت کا چہرہ اقدس غصہ سے متغیر ہوگیا. میں نے عرض کیا. میں نے بہ حیثیت تحت خالد کا پیغام پہنچایا ہے. حضرت نے فرمایا اے بریدہ علی کے پیچھے مت پڑو وہ میرا ہے اس کا ہوں اور وہ میرے بعد تمہارا ولی ہے دیلمی نے بھی اسکو نقل کیا ہے. حاکم نے مستدرک اور وصابی نے اکتفا میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا علی میرے بعد تمہارا ولی ہے تم اسے دوست رکھو کیونکہ وہ وہی کرتا ہے جو اسکو حکم ہوتا ہے.

(۱۲۷) حضرت علی سے محبت رکھنے کا ثواب

حاکم نے مستدرک میں اور دیلمی نے فردوس الاخبار میں زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا جو شخص میری جیسی زندگی چاہتا ہے اور میری سی موت کی آرزو رکھتا ہے اور جنت میں رہائش کا طالب ہے اسکو چاہیئے کہ علی سے تولا رکھے کیونکہ وہ تمکو ہرگز ہدایت سے نہیں نکالے گا اور گمراہی میں نہیں ڈالے گا.

(۱۲۸) حضرت علی کی تولا کے بغیر کوئی صراط سے نہ گزر سکے گا

حاکمی نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا کہ

خدا جب روز قیامت جہنم پر صراط کو نصب کرے گا تو کوئی علی کی محبت کا پروانہ حاصل کئے بغیر اس پر گزر نہ سکے گا۔

(۱۲۹) حضرت علی کا مولائے مومنین ہونا

حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے متعلق محدثین بلند نے بڑی بڑی ضخیم جلدیں تحریر کی ہیں (۱) سب سے اول امام ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید طبری المتوفی سنہ ۳۱۰ھ صاحب تاریخ الرسل والملوک نے اس حدیث کو ۷۵ طریق سے روایت کرکے ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس کا نام الولایہ ہے جسکی کثرت طرق کو دیکھکر حافظ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں بذیل ترجمہ من کنت مولاہ فرماتے ہیں اس حدیث کے متعلق محمد بن جریر طبری نے ایک رسالہ تالیف کیا ہے میں اسکے کثرت طرق کو دیکھ کر بے ہوش ہوگیا۔

(۲) ان کے بعد حافظ ابوالعباس احمد بن محمد بن سعید بن عبدالرحمن بن ابراہیم بن زیاد بن عبداللہ بن عجلان الکوفی المعروف بابن عقدہ ہے جسکے علم و فضل کی شہادت حافظ خطیب تاریخ بغداد میں بیان کرتے ہیں سنہ ۳۳۲ھ میں اس حدیث کے متعلق ایک مبسوط رسالہ لکھا ہے اور اس کا نام حدیث الموالاۃ رکھا ہے اور ایکسو اٹھائیس طریق سے اس حدیث کو روایت کیا ہے چنانچہ حافظ ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کو ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے اور اسکے بہت سے طریقے ہیں ابن عقدہ نے ایک کتاب میں اسکے طریقوں کو جمع کیا ہے جسکی سندیں اکثر صحیح اور حسن ہیں۔

(۳) علامہ ابوالقاسم عبید اللہ بن عبداللہ الحسکانی المتوفی سنہ ۴۷۰ھ نے اس حدیث کے اسناد کو ایک ۱۲ جز کے رسالہ میں جمع کر کے اس کا نام دعاۃ الھداۃ الی اداء حق الموالاۃ رکھا ہے۔

(۴) علامہ ابوسعید مسعود بن ناصر السجزی السجستانی المتوفی سنہ ۴۷۷ھ نے اس حدیث کو ایکسو بیس صحابہ سے روایت کی ہے اور سترہ جز کا رسالہ لکھا ہے جس کا نام درایۃ حدیث الولایہ رکھا ہے۔

(۵) حافظ شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد الذہبی المتوفی سنہ ۷۴۸ھ نے ایک رسالہ میں اس حدیث کے طریقوں کو جمع کیا ہے ان سب نے یہ ثابت کیا ہے کہ اس حدیث میں مولا بمعنی ولی یا متصرف ہے نہ کہ بمعنی دوست و ناصر۔

(۱۳۰) حضرت علی اور رسول کا گوشت و خون ایک ہونا

خوارزمی نے روایت کی ہے کہ روز خیبر حضرت رسولخدا نے جناب امیر سے فرمایا اے علی تو میرا علم کا دروازہ ہے۔ تیرے بیٹے میرے بیٹے، تیرا گوشت میرا گوشت اور تیرا خون میرا خون ہے۔

(۱۳۱) حضرت علی راز رسول ہیں

دیلمی نے فردوس الاخبار میں جناب سلمان سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا علی بن ابی طالب میرا رازدار ہے۔

(۱۳۲) حضرت علی حضرت رسولخدا کے سب سے اقرب تھے

احمد نے مناقب میں جناب ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی آنحضرت کے ساتھ سب سے زیادہ قریب العہد ہیں، آنحضرت نے وقت وفات حضرت علی سے سرگوشی کی اور ہم سب بی بیاں حجرے سے باہر کردی گئیں۔

(۱۳۳) وقت وفات آنحضرت نے علی کو اپنی چادر میں لے لیا تھا

دارقطنی اور امام رازی نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت رسولخدا کی وفات کا وقت قریب آگیا تو فرمایا میرے حبیب کو بلاؤ میں نے جناب ابو[redacted] کو بلا بھیجا جب وہ آئے تو

حضرت نے سر اُٹھا کر ان کو دیکھا اور پھر سر تکیہ پر رکھ کر فرمایا میرے حبیب کو بلاؤ میں نے حضرت عمر کو بلایا آپ نے سر اٹھا کر دیکھا تو پھر سر تکیہ پر رکھ کر فرمایا میرے حبیب کو بلاؤ میں نے لوگوں سے کہا واے ہو تم پر حضرت علی کو بلاؤ انکے سوا آپ اور کسی کو نہیں بلا رہے جب علی آئے تو آپ نے انکو اپنی ردا میں لے لیا اور حضرت علی سے بغلگیر ہو اسی حالت میں آپ کا انتقال ہو گیا۔

(۱۲۳) حضرت علی کا آنحضرت کو غسل دینا

محدث دہلوی نے ماثبت بالسنہ میں تحریر کیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ وقت وفات آنحضرت نے مجھے ارشاد فرمایا تمہارے سوا مجھے کوئی غسل نہ دے ورنہ اندھا ہو جائے گا۔

(۱۲۴) آنحضرت کا روز قیامت حضرت علی پر تکیہ کرنا

احمد نے مناقب میں ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا علی کو پانچ باتیں ایسی عطا ہوئی ہیں کہ وہ دنیا و مافیہا سے مجھے زیادہ پیاری ہیں اول خدا کے سامنے جب میں حساب دینے کے لئے کھڑا ہوں گا تو علی پر میرا تکیہ ہوگا جب تک میں حساب سے فارغ ہوں دوسرے لواء الحمد علی کے ہاتھ میں ہوگا آدم علیہ السلام اور انکی سب اولاد اسکے نیچے ہوگی۔ تیسرے وہ حوض کوثر کے کنارے کھڑے ہونگے اور جسکو میری امت سے چاہیں گے پانی پلائیں گے۔ چوتھے وہ مجھے کفن پہنا کر میرے رب کی سپرد کرنے والے ہیں۔ پانچویں مجھے اس کا خوف نہیں کہ وہ پارسا ہونے کے بعد زنا کی طرف رجوع کریں گے یا مسلم ہونے کے بعد پھر کافر ہو جائیں گے

(۱۲۵) قران علی کے ساتھ ہے

طبرانی۔ ابن مردویہ اور دیلمی نے جناب ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا علی قران کے ساتھ ہیں اور قرآن علی کے ساتھ اور یہ دونو جدا نہونگے جب تک حوض کوثر پر وارد نہ ہوں۔

(۱۲۶) حق علی کے ساتھ ہے

ابو یعلی نے اپنی مسند میں ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا حق علی کے ساتھ ہے اور ابن مردویہ نے جناب ام سلمہ سے روایت یوں کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا علی حق پر ہیں پس جس نے انکی پیروی کی اسنے حق کی پیروی کی اور جسنے انکو چھوڑا اسنے حق کو چھوڑا یہ آج کے دن سے پہلے عہد ہو چکا ہے۔

(۱۲۷) حضرت علی کا تاویل قران پر لوگوں سے لڑنا

ابو نعیم نے حلیہ میں۔ دیلمی نے فردوس الاخبار میں ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت رسولخدا اس طرح بیت الشرف سے برآمد ہوئے کہ آپ کی کفش مبارک کا تسمہ ٹوٹا ہوا تھا پس آپ نے حضرت کی طرف اسکو بڑھا کر فرمایا۔ اسے سی دو۔ حضرت علی سینے لگے۔ آنحضرت نے فرمایا تم میں کون ایسا ہے کہ لوگوں سے قران کی تاویل پر اسی طرح جنگ کرے گا جس طرح میں نے تنزیل پر کی ہے۔ حضرت ابو بکر کہنے لگے یا رسول اللہ وہ شخص میں ہوں فرمایا نہیں حضرت عمر نے کہا وہ میں ہوں فرمایا نہیں بلکہ وہ جوتا سینے والا ہے۔

(۱۲۸) حضرت کا ناکثین وقاسطین مارقین سے جنگ کرنا

دیلمی نے جناب جابر سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا آیہ فاما نذھبن بک فانا منھم منتقمون (پھر ہم کبھی تجھکو لیجائیں گے اور ہمکو ان سے بدلہ لینا ہے) علی کی شان میں نازل ہوئی ہے کہ وہ ناکثین (بیعت توڑنے والے) قاسطین (ظلم کرنے والے) مارقین (خونریزی کرنے والے)

میرے بعد بدلہ لیں گے۔

(۱۳۹) حضرت علی کا اور آنحضرت کا جنت میں ایک گھر میں ہونا

احمد نے مناقب میں زید بن ابی اوفیٰ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا یا علی تم جنت میں میرے ساتھ میری بیٹی فاطمہ کے ساتھ میرے قصر میں ہوگے۔

(۱۴۰) حضرت علی کا جنت میں صبح کے ستارہ کی طرح چمکنا

بیہقی نے فضائل الصحابہ میں اور دیلمی نے فردوس الاخبار میں انس سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا کہ علی جنت کے لوگوں پر اس طرح چمکے گا جیسے صبح کا ستارہ لوگوں پر چمکتا ہے۔

(۱۴۱) حضرت علی کا سب سے پہلے باب جنت پر آنا

مسند اہلبیت میں ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا اے علی تم سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤ گے اور بغیر حساب اس میں داخل ہوگے۔

(۱۴۲) حضرت علی کا پیش خدا سب سے پہلے دعویٰ کیلئے اٹھنا

بخاری نے قیس بن عبادہ سے نقل کیا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے تھے میں روز قیامت سب سے پہلے خدا کے سامنے اپنے دشمنوں سے طلب حق کے لئے کھڑا ہونگا۔

(۱۴۳) حضرت علی کا سب سے پہلے حوض کوثر پر وارد ہونا

دیلمی نے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے حضرت علی سے فرمایا اے علی میری اہلبیت میں تم سب سے پہلے حوض کوثر پر وارد ہو گے۔

(۱۴۴) حضرت علی کا روز قیامت صاحب حوض ہونا

دیلمی نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا کہ علی روز قیامت میرے حوض کے مالک ہونگے۔

(۱۴۵) حضرت علی کا حوض سے منافقوں کا ہٹانا

طبرانی نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا اے علی تیرے پاس روز قیامت جنت کا ایک عصا ہوگا جس سے تو منافقوں کو حوض کوثر سے ہٹائے گا۔

(۱۴۶) حضرت علی کا روز قیامت لواء الحمد اٹھانا

علی متقی نے کنز العمال میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا یا علی تم روز قیامت ہمارے آگے ہوگے مجھکو لواء الحمد دیا جائے گا اور میں اسے تمکو دوں گا اور تم ہمارے حوض سے لوگوں کو ہٹا دوگے۔

(۱۴۷) حضرت علی آنحضرت کے اکیلے داماد تھے

ابو سعید نے شرف النبوہ میں اور امام علی بن موسیٰ الرضا نے اپنی مسند میں ابو الحمراء سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے جناب امیر علیہ السلام سے فرمایا یا علی تمہیں تین باتیں ایسی عطا ہوئی ہیں کہ کسی ایک کو حاصل نہیں ہوئیں اور مجھے بھی وہ باتیں نہیں ملیں تمکو مجھ جیسا خسر ملا مجھکو نہیں ملا۔ تمکو صدیقہ میری بیٹی جیسی ملی مجھکو ایسی نہ ملی۔ تمکو حسن و حسین جیسے بیٹے ملے مجھے میرے صلب سے ایسے نہ ملے۔ بے شک تم مجھ سے ہو اور میں تم سے) اگر حضرت کی دوسری بیٹی اور ہوتی تو یہ نہ فرماتے کہ تمکو مجھ جیسا خسر ملا۔ دوسرا داماد کہتا کہ مجھ کو بھی تو آپ جیسا خسر ملا ہے۔ اس صورت میں یہ فضیلت حضرت علی سے مخصوص نہ رہتی۔